بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

مُسلسل اِشاعت کے 61 سال

مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماھنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 5

جلد: ۲۸

مئی 2024ء

ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ

Email:
khatmenubuwwat@ymail.com

۸ فروری ۲۰۲۴ء کا الیکشن نتائج وعواقب

صلح حدیبیہ، بیعتِ رضوان اور مقامِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۵   جلد: ۲۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ	حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ	صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

۸؍فروری ۲۰۲۴ء کا الیکشن......نتائج و عواقب!	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات و مضامین

واردات تازہ (منظوم)	علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ	05
صلح حدیبیہ، بیعت رضوان اور مقام سیدنا عثمان ذوالنورینؓ	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری	06
تعداد حروف کا مطابقت	علامہ عبدالرشید طالوت رحمۃ اللہ علیہ	13
سفر کی مسنون دعائیں	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	15
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	16
تعارف مجموعہ کتب عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	״ ״	19
چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	جناب ڈاکٹر زاہد اشرف	26

شخصیات

آہ! حضرت مولانا قاری عبدالملک صاحب	مولانا اللہ وسایا	40
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ......حیات و خدمات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	41

ردقادیانیت

مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول	غلام الثقلین ایڈیٹر اخبار عصر جدید	44
قادیانیوں کی قانونی و دینی حیثیت (قسط:10)	جناب رفیق گوریجہ ملتان	48
قادیانیوں سے چند سوالات	مولانا عتیق الرحمٰن	53

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن	55
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمتہ الیوم

۸؍فروری ۲۰۲۴ء کا الیکشن ...... نتائج وعواقب!

ماہنامہ لولاک کے گزشتہ شمارہ میں وعدہ کیا تھا کہ آئندہ شمارہ میں ۸؍فروری ۲۰۲۴ء کے الیکشن کے بارہ میں قارئین لولاک سے چند گزارشات عرض کریں گے۔ آج جب اس وعدہ کے ایفاء کے لئے قلم سنبھالا تو سخت ذہنی دباؤ میں خود کو محسوس کیا۔ اس الیکشن نے ایسی صورت حال سے دوچار کر دیا ہے کہ نہ کہے بنے، نہ چپ رہے بنے۔ اگلنا اور نگلنا دونوں مشکل ہوگئے ہیں۔ مچھلی کا کانٹا حلق میں کیا پریشان کرتا ہوگا جو الیکشن کے نتائج نے صورت پیدا کر دی ہے۔

جو جو تفصیلات وتبصرے مضامین ومکالمات ومذاکرات سامنے آئے۔ جو جو چشم کشا المناک باعث شرم واقعات الم نشرح ہوئے۔ اس پر جتنا اظہار حیرت کیا جائے کم ہے۔ رات کو جو پچاس ہزار کی لیڈ پر تھے صبح کو وہ ایک لاکھ پر ہار چکے تھے۔ رات کو جو ابھی سینکڑوں کی حدود سے باہر نہ نکلے تھے، صبح وہ ڈیڑھ لاکھ سے جیت چکے تھے۔ بلوچستان میں مبینہ طور پر دست بدست کی باتیں گشت کر رہی ہیں۔ بعض لوگوں کو قطعاً اپنے جیتنے کی توقع نہ تھی۔ ایسی بد دل تھے کہ انہوں نے الیکشن مہم بھی نہیں چلائی۔ رات کو سسکیاں لیتے ہوئے سوئے تو صبح غیبی طاقت نے انہیں جتوا کر سرپرائز سے مالا مال کر دیا۔

بلا مبالغہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک پون صدی میں اتنا بڑا اعجوبہ ظاہر نہیں ہوا۔ جو اس الیکشن نے کر دکھایا۔ سنا تھا ہمارے ادارے ہر الیکشن سے قبل امریکہ سمیت مغربی آقاؤں کو یقین دلاتے تھے کہ اس الیکشن میں دینی طاقتیں دیوار سے لگ جائیں گی۔ اس دفعہ تمام دینی قوتوں کو ان اداروں نے دیوار سے ہی نہیں لگایا، منظر ہی سے غائب کر دیا۔ جمعیۃ علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث، تحریک لبیک، راہ حق پارٹی، جماعت اسلامی میں سے کسی ایک کو بھی کوئی ایک سیٹ نہیں ملی۔ جمعیت علماء اسلام کو توقع سے اتنی کم سیٹیں ملیں کہ جس نے سنا اس کی سیٹی گم ہوگئی۔

یار لوگوں نے وہ کرتب دکھلایا کہ فارم پینتالیس اور فارم سینتالیس آپس میں ٹکرا کر وہ ارتعاش پیدا کر گئے کہ اس رعدو کڑک نے پوری پاکستانی قوم کو اس گھمن گھیر کے سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم کر دیا۔

پہلے الیکشنوں میں ہارنے والے شکایت کرتے تھے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی۔ اس دفعہ تو جیتنے والوں کے دل بھی گواہی دیتے ہیں کہ دھاندلہ ہوگیا ہے۔ اس تمام کرم فرمائی میں خفیہ اداروں کی صلاحیتوں کو سلام کرنا پڑتا ہے۔ الیکشن سے قبل انہوں نے جو اپنے اندازے بتائے کہ فلاں پارٹی کو اتنی سیٹیں، فلاں کو اتنی ملیں گی۔ ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

کمال ہوا کہ الیکشن بعد میں ہوا، ان کا پہلے سے فرمایا ہوا فرمان ایسے پورا ہوا کہ جو پلاننگ تھی وہ سو فیصد پوری کرکے الیکشن کے فارم ۴۷ میں رنگ بھر دیا گیا۔ پاکستانی پولیس کے بارے میں کہاوت تھی کہ ان کو چوری سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ چور کون ہے۔ اب تو اداروں نے پولیس کو بھی مات دے دیا کہ الیکشن سے پہلے جو فرمایا وہ پورا کردکھایا۔

اگر یہی لچھن ہی دکھانے تھے تو الیکشن پر اربوں روپیہ کیوں برباد کیا۔ اپنے مادھولال جو، اب لائے ہو، انہیں پہلے ہی براجمان کردیا جاتا۔ ذرا دیکھئے کہ صوبہ پنجاب و مرکز نون لیگ، صوبہ سندھ پیپلز پارٹی، صوبہ بلوچستان مخلوط اور صوبہ خیبر پختون خواہ تحریک انصاف۔ سینٹ میں ایک پارٹی کا چیئرمین، قومی اسمبلی کا سپیکر دوسری پارٹی کا۔ اس افراتفری اور رنگ برنگی چال میں اقتدار اصل مقتدر حضرات کے سامنے سربسجود، نام کسی کا، کام کسی کا۔ کندھا کسی کا، فائر کسی کا۔ فیض کسی کا، فائز کسی کا۔ ہوگا کچھ، نظر آئے گا کچھ۔ اس کو کہتے ہیں کہ: ’’کچھ کا کچھ نظر آتا ہے۔‘‘

الیکشن نے آنکھوں میں دھول کیا ڈالی پوری قوم کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئیں۔ چہار سو مایوسی کے بادل، اندھیروں کا راج، اندھے کانے راجوں کا دھمال اور اصل مقتدر طاقتوں کا کمال۔ لیکن سنا ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ آیئے، انتظار کریں! تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو، حالات دیکھو، حالات کی رفتار دیکھو۔ لیکن یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ حق کو مٹانے والے مٹ گئے، حق کو مٹانے والے مٹ جائیں گے، حق رہے گا۔ آب وتاب کے ساتھ رہے گا۔ شان وشوکت، جاہ وجلال کے ساتھ رہے گا۔ نمرود وفرعون حق کو نہ مٹا سکے تو پرویز مشرف کیا مٹاتا۔ یہی پیغام ہے جو دیا جاسکتا ہے ورنہ چپ بھلی۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا فضل الرحمٰن اذا عزمت فتوکل علی اللہ پر عمل کرنے کے خوگر اور مقدر کے ایسے دھنی ہیں کہ پانی پت کو بھی سونی پت بنادیتے ہیں۔ سیانے کہتے ہیں کہ ’’شکاری کو جنگل میں شکار کی بجائے سؤر سے متھ لگانا پڑ جائے تو وہ منظر قابل دید ہوتا ہے۔‘‘

لیکن وہ منظر تو بالکل نہیں بھلایا جاسکتا جب خنزیر کو نتھ ڈال کر بندر کا ناچ نچایا جائے۔

واردات تازہ

علامہ طالوتؒ

زبان گو ملی ہے مجھے شاعرانہ — مگر دل کے انداز ہیں خسروانہ
یہ عزم مصمم، یہ خود اعتمادی — نگاہوں میں جچتا نہیں ہے زمانہ
فقیروں کی دنیا ہے الـــــمــــلک للہ — فقیروں کی دنیا ہے کیا بیکرانہ
قیادت، سیادت، کرامت، امامت — خودی کے مراحل ہیں سب مرشدانہ
اگر دل میں کیف خودی کی ہے لذت — شراب خوی ہے شراب مغانہ
نبوت کا رمز آشنا کب وہ ہوگا — دعاوی ہوں جس کے غلام احمدانہ
وکالت میں بھی گو کہ سودا تھا دستی — مگر شاخ آہو پہ تھا محنتانہ
وزارت شاخ طوبیٰ ہے گویا — ثمر ور جہاں ہے ہر اک شاخسانہ
خطابت ہے بے کامیابی نباحت — وہ ہوگرچہ اسپیچ ظفراللہانہ
میری جیب ''طالوت'' ہے جیب لق لق — مگر دل ہے رشک دل دولتانہ

(ماہنامہ الصدیق ملتان اگست ۱۹۵۳ء ص ۱۳)

روضہ اقدس پر سلام ایسے پیش کریں

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: ''انتہائی ادب کے ساتھ چہرہ اقدس کی طرف متوجہ ہو، تواضع، عاجزی، ذلت، انکساری، خوف اور سکون کے ساتھ اور ہیبت، محتاجی، نگاہوں کو پست کئے ہوئے، جوارحات کو حرکات سے بند رکھتے ہوئے، دل کو ہر بات سے اس مقصود کے لئے فارغ کئے ہوئے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے چہرہ مکرم کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ مبارکہ کی طرف پشت کئے ہوئے اور وہاں کی آرائش وتزئین سے نگاہوں کو بچاتے ہوئے اور آپ ﷺ کی صورت مبارکہ کا تصور لئے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ ﷺ تیری موجودگی وتیرے قیام اور تیرے سلام سے باخبر ہیں اور آپ ﷺ کی عظمت وجلالت بلندی قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے، پھر سلام پیش کرے۔ میانہ روی سے اور آواز کو پست رکھتے ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''اپنی آواز کو پست رکھو'' اور نہ زیادہ اخفاء کے ساتھ اور حضور قلب اور حیاء کے ساتھ سلام عرض کرے۔ (ارشاد الساری ص ۳۳۸)

صلح حدیبیہ، بیعت رضوان اور مقام سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

صلح حدیبیہ سیرت النبی کا ایک درخشندہ باب ہے، اس کا شمار اسلام کے ان تاریخی معاہدات میں ہوتا ہے جنھوں نے اسلام کی تعمیر وترقی اور اشاعت وفروغ میں خشت اوّل کا کردار ادا کیا۔ اس معاہدے کے تناظر میں آنحضرت ﷺ کی قائدانہ صلاحیت، مدبرانہ حکمت، شعور سیاست اور امور سلطنت میں بالغ نظری کھل کر انسانیت کے سامنے آئی جس نے تمام سلاطین عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اور وہ آنحضرت ﷺ کے ایک کامیاب سیاسی لیڈر ہونے کا اعتراف واقرار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ عصر سابق اور عصر حاضر کے بہت سے غیر مسلم مفکرین کا یہ خیال ہے اگر اس موقع پر مشرکین مکہ کی جانب سے مسلمانوں کا راستہ صاف کر دیا جاتا، وہ اپنے پلان کے مطابق عمرہ کی ادائیگی کر کے مدینہ واپس چلے جاتے اور اس تاریخی مصالحت کی نوبت نہ آتی تو آج تاریخ مذاہب میں جو اسلام کو کلیدی حیثیت حاصل ہے وہ کبھی نہ ہوتی۔ آیئے! سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں اس واقعہ کے خدوخال، پس منظر، پیش منظر اور حالات و واقعات کا بنظر غائر جائزہ لیتے ہیں۔

پس منظر

مسلمانوں کو مکہ جیسا مقدس شہر چھوڑے ہوئے چھ سال کا عرصہ گذر چکا تھا، مدینہ رہتے ہوئے بھی ان کے دل و دماغ میں بیت اللہ بستا تھا، حرم کی پرنور فضاؤں میں گزرے ہوئے لمحات کے دوران لبیک اللھم لبیک کی لگائی ہوئی روح پرور صدائیں ہر وقت ان پر عشق الٰہی کا سحر طاری کئے رکھتی تھیں۔ ان پرانی یادوں کو تازہ کرنے اور کعبۃ اللہ کے شرف زیارت سے مشرف ہونے کا شوق ہر آن اُن کے قلوب میں مچلتا تھا۔ دوسری طرف مکہ کے حالات اور مشرکین کا اسلام کو پھلتے پھولتے دیکھ کر مسلمانوں پر شدید غم وغصہ اس راہِ شوق میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ علیم وخبیر ذات کی طرف سے غیبی نظام حرکت میں آیا اور اس نے مایوسیوں کے ان گھٹاٹوپ اندھیروں میں امید کی کرن کو نمودار کر کے اس مبارک سفر کے لئے ایک سبب پیدا فرما دیا، ہوا یہ کہ آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ امن کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور عمرہ کیا پھر بعض صحابہؓ نے سر کا حلق کروایا اور بعض نے قصر کرایا۔ نبی کا خواب چونکہ وحی کے درجے میں ہوتا ہے اس لئے یہ خواب گویا اللہ کی طرف سے حکم تھا کہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کو لے کر مکہ جا

ئیں اور عمرہ کی ادائیگی کریں۔ یہ خواب سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے دلوں میں محبت الٰہیہ کی چنگاری بھڑک اٹھی اور وہ خانہ خدا کی زیارت کے لئے بھرپور تیاری میں مصروف ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ یکم ذی القعدہ، ۶ ہجری بروز پیر چودہ سو افراد کے قافلہ کے ساتھ مکہ کے لئے روانہ ہوئے، چونکہ اس سفر کا مقصد خالصتاً عمرہ ادا کرنا تھا اور جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس لئے ضروری ہتھیاروں کے علاوہ کوئی سامان جنگ ساتھ نہ لائے۔ قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھا اور جانوروں کے گلے میں قلادہ (نشانی) ڈالا۔

مقام حدیبیہ میں پڑاؤ

مکہ معظّمہ سے نو میل کے فاصلے پر ایک کنواں ہے جس کا نام حدیبیہ ہے، اسی کنویں کے نام سے وہ گاؤں منسوب ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت تک مشرف با اسلام نہیں ہوئے تھے، مسلمانوں کی آمد کا سن کر دو سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کے قافلے کو روک لیا۔ معروضی صورتحال کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے حضرت خراش بن امیہ خزاعیؓ کو ایک اونٹ پر سوار کر کے بطور قاصد اہل مکہ کی طرف یہ کہلا بھیجا کہ ہمارے اس سفر کا مقصد صرف بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ کی ادائیگی ہے، ہم آپ سے نہ جنگ کرنے آئے ہیں اور نہ ہی کوئی اسلحہ ساتھ لائے ہیں، لہٰذا ہمارے لئے حرم کے دروازے کھول دیں اور ہم سے کوئی مزاحمت نہ کریں۔ اہل مکہ نے تمام تر سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قاصد کے اونٹ کو قتل کر دیا اور پھر ان کے قتل کے در پے ہو گئے، حضرت خراشؓ ان سے بچ بچاؤ کر کے نکل آئے اور واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو ساری صورتحال سے مطلع کیا۔ مشرکین کی جانب سے مسلمانوں کے ساتھ اس شدید مزاحمتی رویے سے آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اب ان کے ساتھ ٹھوس انداز میں بات کرنے اور ان کو پوری طرح قائل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بطور سفیر اہل مکہ سے بات چیت کرنے اور امن و امان کی ضمانت دینے کے لئے جانے کو کہا۔ حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر جانے سے معذرت کر لی کہ یہ مصالحت کا موقع ہے، جب کہ میرا تند و تیز مزاج احتیاط کے باوجود مزاحمت کی صورتحال پیدا کر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی جانب سے یہ انکار معاذ اللہ حکم نبوی کی نافرمانی کے زمرے میں نہیں آتا، بلکہ یہ منشاء نبوت کی تکمیل کے لئے تھا کہ کہیں اس موقع پر میرے منہ سے انجانے میں نکلا ہوا لفظ مصالحت کے عمل کو متاثر نہ کر دے جس سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچے۔

حضرت عثمانؓ کی بطور قاصد مکہ روانگی

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو قریش مکہ سے گفتگو کے لئے روانہ کیا اور ساتھ ہی مکہ میں موجود

ضعفاء مسلمین جو ہجرت نہیں کر سکے تھے اور مکہ میں مسلسل مشرکین کے مظالم کا شکار تھے کے نام پیغام بھیجا کہ وہ حوصلہ رکھیں اور پر امید رہیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب فتح نصیب فرمائے گا اور اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔ حضرت عثمانؓ اپنے ایک عزیز ابان بن سعیدؓ کی پناہ میں مکہ داخل ہوئے اور سرداران قریش سے بات چیت کی۔انہوں نے عمرہ کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا، البتہ حضرت عثمانؓ کی شرافت کی وجہ سے انھیں تنہا طواف کرنے کی اجازت دے دی۔

یہ رمز ہیں کچھ عاشق و معشوق کے مابین

کہتے ہیں کہ محبت کی خوشبو ہزاروں میل کے فاصلے پر بھی محسوس ہوتی ہے۔محبّ اور محبوب کے درمیان ایک رمز ہوتی ہے جو زمانے کی رکاوٹوں کی عبور کرتی ہوئی دونوں کے دلوں کے تار ہلاتی ہے۔ایسا ہی کچھ منظر اس موقع پر سامنے آیا کہ جب قریش مکہ کی جانب سے حضرت عثمانؓ کو انفرادی طور پر عمرہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی تو انہوں نے دوٹوک جواب دیا کہ ادھر میرے محبوب ﷺ حرم کے در و دیوار دیکھنے کو ترستے رہیں اور ادھر میں آپ ﷺ کے بغیر اطمینان سے طواف کرتا پھروں، ایسا ممکن نہیں۔دوسری جانب حدیبیہ کے مقام پر بعض صحابہ کرامؓ نے کہہ دیا کہ حضرت عثمانؓ تو مزے سے طواف کر رہے ہوں گے اور ہم ادھر بیت اللہ کی ایک جھلک دیکھنے کو بیتاب ہیں تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ پر بے پناہ اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمانؓ ہرگز میرے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔محبت کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے شاعر نے یوں کہا۔

دونوں جانب سے اشارے ہو گئے   تم ہمارے، ہم تمہارے ہو گئے

بہر حال حضرت عثمانؓ نبی کریم ﷺ کے بغیر طواف کرنے پر قطعاً آمادہ نہ ہوئے اور قریش نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا، ادھر حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

بیعت رضوان

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر مسلمانوں پر آسمانی بجلی بن کر گری، نبی کریم ﷺ صدمے سے نڈھال تھے، آپ ﷺ نے طبل جنگ بجاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہم عثمانؓ کا بدلہ لئے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے اس وقت آپ ﷺ کیکر کے درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے اپنے ساتھ موجود چودہ سو صحابہ کرامؓ سے قصاص عثمانؓ پر بیعت لی، سب سے پہلے بیعت کرنے والے صحابی حضرت ابو سنانؓ تھے۔ اس خبر سے صحابہ کرامؓ اس قدر غم و غصے کی کیفیت میں تھے کہ بعض نے کئی بار بیعت کر کے حرمت عثمانؓ کے لئے جان قربان کرنے کا عزم مصمم ظاہر کیا۔ چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے تین مرتبہ بیعت کی۔شروع، درمیان

اور آخر میں۔ جب سب صحابہ کرامؓ بیعت کر چکے تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھا اور ارشاد فرمایا یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے۔ یہ حضرت عثمانؓ کے لئے بڑے اعزاز کی بات تھی۔ چنانچہ آپؓ اپنی مجالس میں اس بات کا تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر فرماتے اور ارشاد فرماتے میری جانب سے رسول اللہ ﷺ کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔ بیعت کا یہ عمل اور اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس قدر جانثارانہ تعلق حق جلّ مجدہٗ کو اس قدر پسند آیا کہ خود اس میں مداخلت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے'' (الفتح) اس بیعت کو اہل سیر کی اصطلاح میں بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ بیعت کرنے والے ان تمام صحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ابدی وازلی کلام میں رضامندی کا اعلان کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوگیا جب وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، جو اخلاص ان کے دلوں میں تھا اللہ کو خوب معلوم تھا، پھر اللہ نے ان پر طمانیت کو اتارا۔

مصالحت کی ابتدائی کاوش

تحقیق حال کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر محض افواہ تھی اور حضرت عثمانؓ بخیروعافیت ہیں تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دوسری طرف مسلمانوں کی بیعت سے متعلق سن کر اہل مکہ مرعوب ہوگئے اور ان کے ایمانی جذبے کو دیکھ کر صلح کی طرف مائل ہوئے۔ صلح کا قصہ یہ ہوا کہ قبیلہ بنوخزاعہ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ لیکن روز اول سے مسلمانوں کا حلیف اور خیر خواہ تھا اور اس کا سردار بدیل بن ورقاء جو انتہائی معتدل آدمی تھا، نے آپ ﷺ کو آکر اطلاع دی کہ قریش نے مکہ میں آپ کو داخل ہونے سے روکنے کے لئے حدیبیہ کے اطراف میں پانی کے چشموں پر بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور ان کا یہاں پر طویل قیام کا ارادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ہم یہاں کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں۔ البتہ اگر قریش کی خواہش ہو تو میں ان سے صلح کی ایک مدت مقرر کر لیتا ہوں، اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے تو میں ہر حال میں ان سے لڑائی کروں گا۔ بدیل نے آکر قریش کو نبی کریم ﷺ کے عزائم سے مطلع کیا اور صلح کی اس پیشکش کو سراہتے ہوئے انھیں اس پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن انہوں نے بدیل کی بات کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، نے بھی بدیل کی بات کی تائید کرتے ہوئے قریش کو صلح کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی اور ان سے محبت بھرے لہجے میں کہا اگر تم مجھے اپنے باپ کے درجے میں مانتے ہو تو مجھے نبی کریم ﷺ سے بات کرنے کی اجازت دے دو۔ عروہ کی طرف سے شدید اصرار اور اس قدر منت ولجاجت دیکھ کر قریش نے بات چیت کی اجازت دے دی۔

صحابہ کرامؓ کی غیرت ایمانی کی ایک جھلک

عُروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور بات چیت شروع کی، اثنائے گفتگو میں انہوں نے کہہ دیا کہ اگر لڑائی کی صورت میں قریش تم پر غالب آ گئے تو جتنے لوگ آپ کے ساتھ ہیں سب آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جو آنحضرت ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے یہ سن کر غیرت ایمانی سے طیش میں آ گئے اور عروہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کیا ہم آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟۔ مطلب یہ تھا کہ زندگی کی آخری سانس تک حضور ﷺ کا ساتھ دیں گے۔ گفتگو کے دوران عروہ بار بار آپ ﷺ کی داڑھی کو پکڑتے، عروہ کے بھتیجے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اس مجلس میں موجود تھے، چچا کا یہ غیر مہذب رویہ ان سے دیکھا نہ گیا اور حضور ﷺ کی محبت میں اس رشتہ داری کا لحاظ کئے بغیر عروہ سے کہنے لگے کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے ہٹاو، ایک مشرک کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آپ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگائے۔

صحابہ کرامؓ کا آنحضرت ﷺ سے عقیدت مندانہ تعلق

اسی مجلس میں عروہ نے صحابہ کرامؓ کا حضور ﷺ سے ایسے عقیدت مندانہ تعلق کا مشاہدہ کیا جس نے انھیں حد درجہ متاثر کیا، عروہ نے دیکھا کہ جب بھی آپ ﷺ کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس حکم کی تعمیل میرے حصے میں آئے، جب آپ ﷺ منہ سے تھوک یا بلغم نکالتے ہیں یا وضو کرتے ہوئے پانی استعمال کرتے ہیں تو اس کو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور تبرک کے طور پر اپنے وجود پر مل لیتے ہیں، آپ کے وجود اقدس سے کوئی بال گر جائے تو اس کو اٹھانے کے لئے لپکے چلے آتے ہیں۔ ان تبرکات کے حصول کے لئے اس قدر کوشاں ہیں کہ باہمی نزاع پیدا ہونے کا ڈر محسوس ہونے لگتا ہے، مجلس میں جب آپ ﷺ بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے۔

صلح کی کوشش رنگ لے آئی

عروہ مجلس سے اٹھے اور واپس جا کر قریش کو کہا کہ مجھے قیصر، کسری، نجاشی اور بہت سے سلاطین کے دربار میں جانے کا موقع ملا۔ لیکن کسی بادشاہ کے دربانوں کا اپنے بادشاہ سے ایسا بے لوث رشتہ اور پر خلوص تعلق نہیں دیکھا جیسا حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں کا آپ ﷺ کے ساتھ دیکھا، وہ اپنے نبی کی حفاظت کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے ان سے مصالحت کر لی جائے۔ آخر قریش یہ صورتحال دیکھ کر صلح پر آمادہ ہو گئے اور سہل بن عمرو کو صلح کے لئے بھیجا، شرائط صلح طے ہونے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے یہ تاریخی صلح نامہ تحریر کروایا۔

شرائط صلح حدیبیہ

مسلمانوں اور قریش کے درمیان درج ذیل باتوں پر اتفاق رائے ہوا:

۱...... مسلمان اس سال بغیر عمرہ کے واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آ کر عمرہ ادا کریں۔لیکن تین دن سے زیادہ قیام کی اجازت نہیں ہوگی اور کسی قسم کا اسلحہ ساتھ لانے کے مجاز بھی نہیں ہوں گے،سوائے تلواروں کے اور وہ بھی نیام کے اندر ہوں گی۔

۲...... دس سال کے لئے جنگ بندی ہوگی،کوئی فریق دوسرے پر تلوار نہیں اٹھائے گا۔

۳...... جو شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آئے گا اس کو واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

۴...... اگر قریش سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا تو مسلمان اس کو مکہ واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے۔

۵...... متحدہ قبائل کو اختیار ہوگا کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں شریک ہو جائیں۔

حدیبیہ سے واپسی

صلح نامہ مکمل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مکہ واپسی کے لئے صحابہ کرامؓ کو جانور ذبح کرنے،حلق کروانے اور احرام اتارنے کا حکم دیا تو ان کے لئے یہ کام کسی سنگ گراں کو ہٹانے کے مترادف تھا۔بیت اللہ دیکھنے کی جستجو لے کر آنے والے ان عشاقان الٰہی پر بغیر عمرہ کے جانا اس قدر دشوار گذار مرحلہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے تین بار جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا،لیکن ایک شخص بھی نہ اٹھا۔نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ حضرت ام سلمہؓ سے بطور شکایت اس کا ذکر کیا تو انہوں نے صحابہ کرامؓ کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس وقت سخت صدمے سے نڈھال ہیں،ان کی جانب سے یہ معاملہ طبعی اور فطری ہے،اس کی وجہ سے آپ ان پر ناراض نہ ہوں۔پھر آپ ﷺ کو اس قضیے کے حل کے لئے ایک تجویز پیش کی کہ آپ خود ان کے سامنے جانور ذبح کر کے سر منڈوائیں تو وہ بھی تعمیل حکم کے لئے تیار ہو جائیں گے۔چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تو سب صحابہ کرامؓ نے آپ کو دیکھ کر قربانی شروع کر دی۔تقریباً دو ہفتے حدیبیہ میں قیام کے بعد نبی کریم ﷺ واپس مدینہ روانہ ہو گئے۔

صلح حدیبیہ کے سیاسی اور مذہبی اثرات

صلح حدیبیہ کی اکثر شرائط مسلمانوں کے اجتماعی،مذہبی اور تبلیغی امور کے خلاف جاتی تھیں۔اس صلح نامے کا ایجنڈا بظاہر مسلمانوں کے مصالح اور مفاد عامہ کے بالکل برعکس تھا،جس پر تمام صحابہ کرامؓ میں خاصی تشویش پائی جاتی تھی۔بالخصوص وہ رقت آمیز منظر جب دیکھنے کو ملا کہ سہیل کے بیٹے سیدنا ابوجندلؓ زنجیروں

میں جکڑے ہوئے نبی کریم ﷺ کے ہاں لائے گئے اور اس قدر گریہ زاری سے مدینہ جانے پر اصرار کیا کہ صحابہ کرامؓ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور اس کا تحمل نہ کر سکے۔

لیکن معاہدہ کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہوسکا اور یہ کہہ بیٹھے یارسول اللہ! ہم یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ بعد میں حضرت عمرؓ اپنے ان الفاظ پر بہت شرمندہ ہوئے اور اس کے کفارے کے طور پر بہت سے غلام آزاد کئے۔

نبی کریم ﷺ کی اس سیاسی بصیرت کو اس وقت تو کوئی نہ سمجھ سکا۔ لیکن جنگ بندی کے باعث آنحضرت ﷺ نے دعوت کا دائرہ وسیع کر دیا، عوام سے نکل کر خواص تک اسلام کا پیغام پہنچایا، سلاطین کو دعوتی خطوط تحریر کئے، صلح کی وجہ سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھنے والوں کو بھی اظہار کا موقع ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کے ٹھیک دو سال بعد آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا، قبائل اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام کو تمام ادیان عالم پر غلبہ نصیب ہوا، اس وقت صحابہ کرامؓ کو اس بات کا ادراک ہوا کہ نبی کریم ﷺ کس دوررس سوچ کے مالک ہیں اور آپ کی نگاہ میں کیا سیاسی منظر نامہ تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان کڑی شرطوں کے باوجود صلح پر راضی ہوئے۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ش ۸، ۹ ج ۱۰۶، محرم، صفر ۱۴۴۴ھ)

تحفظ ختم نبوت سیمینار ڈیرہ غازی خان

۲۱ر فروری ۲۰۲۴ء بروز بدھ تحفظ ختم نبوت سیمینار ڈاکٹر اشفاق احمد صدر شعبہ علوم اسلامیہ کی زیر سرپرستی اور ڈاکٹر ارشد منیر پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ کے مخلصانہ مشوروں کی بدولت منعقد کرایا گیا۔ جس میں ڈاکٹر محمد ایاز صاحب نے نقابت کے خوبصورت فرائض سرانجام دیے جس کی وجہ سے شرکاء مکمل دلچسپی کے ساتھ خوشگوار ماحول اور سنجیدگی سے ہمہ تن مہمانوں کی گفتگو کی طرف متوجہ رہے۔ ڈاکٹر حافظ جمشید اختر، مولانا ابوبکر عبداللہ امیر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور اور مولانا محمد اقبال ساقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان نے لہو گرما دینے والی گفتگو فرمائی اور طلبہ و طالبات کو ختم نبوت اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مکمل آگاہی فراہم کی۔ ڈاکٹر یاسر فاروق نے بھی اپنی موجودگی سے سیمینار کو چار چاند لگائے۔ ایم فل اسکالر مولانا فہد عزیز بلوچ جو اس پروگرام کے روح رواں رہے ان کی کاوشوں سے پروگرام کا شروع سے اختتام تک مکمل نظم ضبط برقرار رہا آخر میں ایم فل مکمل کرنے والے اسکالرز کو تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں آخری سبق پڑھایا گیا۔ تمام اسکالرز کو عقیدہ ختم نبوت کے خوبصورت لٹریچر تقسیم کئے گئے اور تمام اسکالرز کو شیلڈ عنایت فرمائی گئی اور ان کو تحفظ ختم نبوت کا سپاہی بنا کر محبتوں سے الوداع کیا گیا۔

تعداد حروف کی مطابقت

علامہ عبدالرشید طالوتؒ

بعض اہل سیرت نے اسرار الٰہیہ کے سلسلہ میں تعداد حروف کا تطابق امام نیشا پوری سے نقل کیا ہے۔ جو اگرچہ کسی معاملہ میں دلیل و برہان نہیں بن سکتا۔ مگر اس تطابق کے ساتھ جب سیرتوں میں بھی تطابق نظر آتا ہے تو یہ بات سرٌّ من اسرار اللہ ضرور معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس کا تذکرہ خالی از فوائد نہیں۔ ملاحظہ ہو:

☆...... اسم پاک (محمد) میں چار حرف، اسم اعظم باری تعالیٰ (اللہ) میں بھی چار حروف ہیں۔

☆...... محمد رسول اللہ میں بارہ حروف ہیں، لا الہ الا اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں۔

☆...... اسی طرح ''ابوبکر الصدیق'' کے بھی بارہ حروف ہیں اور خلیفہ ثانی کے نام ''عمر ابن الخطاب'' کے بھی بارہ حروف ہیں اور خلیفہ ثالث کے نام ''عثمان ابن عفان'' کے بھی بارہ حروف ہیں اور خلیفہ رابع کے نام ''علی بن ابی طالب'' کے بھی بارہ حروف ہیں۔

جب چاروں خلفائے نامدار کی سیرتیں بھی اپنے آقائے کریم ﷺ کی سیرتوں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں تو چاروں حضرات کے حروف اسماء کی تعداد کا تطابق بھی خالی از حکمت نہیں محسوس ہوتا۔ گویا جس طرح ابوبکر الصدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن عفان اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے حروف اسماء کی تعداد محمد رسول اللہ کی تعداد حروف سے مطابقت رکھتی ہے۔ اسی طرح ان حضرات کی سیرتیں بھی محمد رسول اللہ اسوہ حسنہ کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا سارا عمل بھی لا الہ الا اللہ کے ساتھ تطابق رکھتا تھا اور یہی وجہ ہے۔ جب حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے حضور ﷺ کی سیرت کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: ''وکان خلقه القرآن'' کہ آپ کا خلق بعینہٖ قرآن کے مطابق تھا۔

جب سیرت خلفائے اربعہ سیرت محمدی کے بالکل مطابق ہوئی اور سیرت محمدی کا خلاصہ لا الہ الا اللہ نکلا تو سیرت خلفائے اربعہ کا خلاصہ بھی لا الہ الا اللہ اور اس کا کلمہ طیبہ کا اعلاء ہی ثابت ہوا۔

اس تعداد حروف اسماء کو ذیل کے نقشہ میں ملاحظہ فرمائیے تو بیک نظر ہی یہ بات واضح ہو جائے گی۔

۱...... ابوبکر الصدیقؓ کے حروف کی تعداد برابر ہے، محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد کے۔

۲...... عمر ابن الخطاب کے حروف کی تعداد برابر ہے، محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد کے۔

۳...... عثمان ابن عفان کے حروف کی تعداد برابر ہے، محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد کے۔

۴...... علی بن ابی طالب کے حروف کی تعداد برابر ہے، محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد کے۔

اور یہ سب برابر ہیں لا الہ الا اللہ کے حروف کی تعداد کے ساتھ۔

جس طرح اللہ اور محمد کے اسمائے گرامی کے حروف کی تعداد برابر ہے، اسی طرح اللہ اور محمد کے احکام بھی مختلف نہ ہیں: ’’من یطع الرسول فقد اطاع اللہ‘‘ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ’’قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی‘‘ بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ کے ساتھ تم لوگوں کو محبت ہے تو میری اطاعت کرو۔ کمال اطاعت خداوندی کی وجہ سے جس طرح حضور کو ’’ولسوف یعطیک ربک فترضی‘‘ کا مقام حاصل ہوا۔ اسی طرح کمال اطاعت رسول سے خلفائے راشدین کو حقیقی اسلام ہاتھ آیا اور آج جس کو بھی حقیقی اسلام کی تلاش ہو تو وہ اطاعت خلفاء وسیرت خلفاء میں کمال حاصل کرے۔ (الصدیق ج۷ ش۳ ص۱۰،۱۱)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے راہنما رانا محمد انور اور مولانا محمد قاسم رفیع کو صدمہ

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے انچارج رانا محمد انور کے فرزند محمد سلمان ۳ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ، مطابق ۱۴؍مارچ ۲۰۲۴ء کو بوقت تہجد ۳۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ جامع مسجد عائشہ باوانی بزرٹہ لائن میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، ایڈووکیٹ منظور احمد، مولانا توصیف احمد، مولانا رضوان قاسمی ودیگر کارکنان ختم نبوت نے شرکت کی۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم رفیع کے والد گرامی جناب محمد رفیع ۱۱؍مارچ ۲۰۲۴ء کو رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کی نماز جنازہ جامع مسجد الفلاح فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۴ کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں اعزہ واقارب، اہل محلّہ اور جامع مسجد الفلاح کے نمازیوں سمیت مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا ملتان، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، حاجی عبداللطیف طاہر، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، مولانا محمد وسیم اسلم مبلغ ملتان، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد عبداللہ ودیگر علماء وطلباء وکارکنان ختم نبوت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اللہ رب العزت مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں، امین بجاہ النبی الکریم!

سفر کی مسنون دعائیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سفر پر جانے والے کے لئے کیا دعا پڑھی جائے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو سفر پر جانا چاہتا تھا حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو (یعنی اللہ اکبر کہو) جب وہ شخص واپس جانے کے مڑا تو آپ نے فرمایا: ''زَوَی اللّٰہُ لَکَ الْاَرْضَ وَھَوَّلَ عَلَیْکَ السَّفَرَ'' اللہ تعالیٰ تیرے لئے زمین کو مختصر فرمائے (یعنی لپیٹ دے) اور تجھ پر سفر آسان فرمائے۔

حضرت عبداللہ ابن یزید الخطمیؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو عقبۃ الوداع (یعنی دور تک جاتے) اور یہ دعا فرماتے ''اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ'' یعنی میں تمہارا دین، امانت اور کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ (عمل الیوم والیلۃ ص ۳۰۹)

ہمارے ڈیرہ اسماعیل خان مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ جو طبیب، عالم اور عملیات میں مہارت رکھتے ہیں، حضرت مولانا قاضی عبدالحلیم مدظلہ نے فرمایا کہ آپ بلڈ پریشر کو کنٹرول رکھنا چاہتے ہیں تو ہر نماز کے بعد یہ (درج ذیل) درود شریف سات مرتبہ دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔ راقم نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے اس کی اجازت لی۔ الحمد للہ! میرا بلڈ پریشر کنٹرول رہتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدَ کُلِّ دَاءٍ وَدَوَاءٍ''

حضرت قاری محمد طارق ڈیرہ اسماعیل خان کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر محترم حضرت قاری محمد طارق صاحب کے ہمزلف اور مولانا سید عثمان شاہ کے داماد و بھتیجے مولانا سید امجد شاہ بمع اپنی دو ہمشیرگان کے عید کے روز کار حادثہ میں تینوں فوت ہوگئے۔ حق تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائیں۔ حضرت قاری محمد طارق مدظلہ اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

روح اور فرشتے کا تعلق

حضرت جی مولانا یوسف نے فرمایا: ’’دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہمارا جسم بنایا ہے اور ایک اس کے اندر روح رکھی ہے۔ ان دونوں میں اصل روح ہے، جسم اس روح کے لئے ایک خول اور ایک سواری کی طرح ہے۔ آج ہماری توجہ جسم بنانے کی طرف ہے روح بنانے کی طرف نہیں ہے۔ روح میں اگر ایمان ہے اور اس پر ہم نے محنت کی ہوگی تو موت کے وقت اس روح کو لینے کے لئے فرشتے جنت سے خوشبو لے کر آئیں گے۔ ’’فروح وریحان وجنة نعیم‘‘ یہ اس روح کا حال ہوگا، فرشتے اس کا احترام کریں گے اور اگر روح پر محنت نہیں تو موت کے وقت ہی سے سختی اور عذاب کی صورت شروع ہو جائے گی۔ موت کے وقت نیک وبد، مومن وکافر سب کو حقیقت معلوم ہو جائے گی اور اس وقت حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔‘‘

حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کے وصال کے بعد کسی عزیز نے خواب میں ان سے پوچھا کہ آپ تو اچانک چلے ہی گئے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے سامنے تو ایک گلاب کا پھول لایا گیا، اس کے ساتھ ہی میں چلا گیا۔ یہ حدیث میں آتا ہے کہ ’’فروح وریحان وجنة نعیم‘‘ تو ریحان پھول وہاں سے لایا گیا اور اس کے ساتھ، اتنی خوشبو اس میں، ایسی خوبصورتی کہ روح جس طرح بچہ، سویٹ دکھاؤ، اس طرح لپک کر جھپٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ (کرامات وکمالات اولیاء ص۱۱،۱۲)

تکبر وحسد کا انجام

’’دوستو! حاجی شیر محمد صاحب نے جو کچھ آپ کے سامنے کہا، یہ اس اعتبار سے تو غلط ہوا کہ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان بھائی کے سامنے اس کی تعریف نہیں کرنی چاہئے۔ ایک صحابیؓ نے دوسرے صحابیؓ کی موجودگی میں ان کی تعریف فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

’’ویحک قطعت عنق اخیک‘‘ کہ اوفو! تم نے تو ان کی گردن ماردی۔ یعنی اس تعریف کی وجہ سے اگر ان میں کوئی تغیر پیدا ہوا، ان میں عجب پیدا ہوا، انہوں نے سمجھا کہ میں واقعی اچھا انسان ہوں تو ساری عمر بھر کی تمام کمائیاں اور نیکیاں سب ختم۔‘‘

سب سے پہلا گناہ

ابلیس نے کوئی کم نیکیاں کی ہیں؟ کہتے ہیں کہ آسمانوں پر کوئی ایک بالشت کے برابر ایسی جگہ اس نے نہیں چھوڑی، جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو، جہاں وہ اللہ کی عبادت نہ کر چکا ہو۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب پتلا بنایا گیا اور ابلیس کو سجدہ کا حکم ہوا، اس وقت تک حق تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلی نافرمانی، سب سے پہلا گناہ جو سرزد ہوا وہ ابلیس کی طرف سے ہوا اور وہ کیا ہے؟ بعض علماء کرام حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ سے ابلیس کے انکار کو حق تعالیٰ شانہ کی حکم عدولی اور انکار قرار دیتے ہیں۔

بعضوں نے کہا کہ نہیں، اس انکار کا مبنیٰ اور اس کی اصل وجہ تکبر اور کبر، بڑائی ہے، کہ ابلیس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا کہ میں تو حضرت آدم علیہ السلام سے بڑا ہوں اور بڑے کو حکم دیا جا رہا ہے کہ چھوٹے کو سجدہ کرے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حسد، کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو عزت دی جا رہی تھی، ان کی جو تعظیم ہو رہی تھی، تمام صنف ملائکہ کو حکم ہوا کہ ان کو سجدہ کرو، تو اس پر جو اس نے حسد کیا تو حسد، یہ پہلا گناہ ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں، یہ حسد یا بڑائی بعد میں پیدا ہوئی۔ پہلے ابلیس نے اپنا موازنہ کیا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور ان کے مقابلہ میں اس نے اپنے آپ کو اچھا سمجھا تو عجب سب سے پہلی معصیت ہے۔ (کرامات وکمالات اولیاء ص۱۹،۲۰)

روزانہ ایک ختم قرآن

ساؤتھ افریقہ میں حضرت شیخ قدس سرہ نے (مولانا زکریاؒ) آپ کے یہاں ری یونین سے جانے کے بعد جب اعتکاف فرمایا تو وہاں اخیر عشرہ میں دو دو، تین تین ساتھی الگ الگ اپنی نفلوں کی جماعت کرتے تھے۔ ہمارے احناف کے یہاں تہجد کی نماز، نفل نماز با قاعدہ جماعت کے ساتھ، بڑی جماعت سے، دعوت دے کر، اکھٹا کر کے پڑھنا چونکہ مکروہ ہے۔ اس لئے وہاں اپنے طور پر دو دو تین تین ساتھی کھڑے ہو جاتے۔ دیکھا کہ ایک صاحب ہیں انہوں نے ''الم'' سے پڑھنا شروع کیا۔ اتنی پیاری آواز، اتنا صحیح قرآن شریف، تین چار گھنٹے میں انہوں نے پندرہ پارے پڑھ لئے۔ کہیں نہ اٹکنا، نہ کہیں لقمہ، نہ کہیں غلطی، کچھ نہیں، دوسری رات تراویح کے بعد پھر اسی طرح پندرہ پارے، سولہ سے لے کر والناس تک پورا قرآن پڑھ لیا۔

ان سے میں نے پھر پوچھا کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کی دولت سے نوازا ہے، اتنی پیاری آواز دی اور پورے قرآن میں کہیں آپ اٹکے بھی نہیں تو آپ قرآن روزانہ کتنا پڑھتے ہیں؟ سحری کھاتے ہوئے میں نے ان سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں روزانہ ہمیشہ پورا سال ایک قرآن شریف پڑھ

لیتا ہوں، مغرب کی نماز سے پہلے میرا قرآن شریف ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کام کیا کرتے ہیں؟ ہم لوگوں کے لئے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مساجد، مدارس سے وابستہ کر رکھا ہے، ہمارے وقت کو دین کے لئے، عبادت کے لئے فارغ کر رکھا ہے، ان کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے، جو انہوں نے جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سیمپل کے لئے پھیری کرتا ہوں، ایک جگہ سے فیکٹری والوں سے ان کی بنی ہوئی چیزیں لے کر بازار میں گھومتا ہوں اور تاجروں کے پاس لے جا کر ان سے آرڈر لیتا ہوں تو پورا دن اس طرح بازار میں گھومنے کے ساتھ ایک قرآن، ساری عمر روزہ وہ پڑھتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے خلیفہ ہیں مولانا عبدالکریم بجنوری، ابھی بھی بقید حیات ہیں، ان کا معمول ہمیشہ ایک قرآن شریف پڑھنے کا تھا، روزانہ ایک قرآن شریف وہ پڑھ لیتے تھے۔

حافظ مقبول صاحب دہلویؒ

حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ، تبلیغی جماعت کے بانی، آپ کے ایک خلیفہ حافظ مقبول صاحب دہلوی، ان کا معمول روزانہ ایک قرآن شریف پڑھنے کا تھا اوران پر اخیر میں ایک حال طاری ہو گیا تھا۔ (کرامات وکمالات اولیاء ص ۲۸، ۲۹)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا توصیف احمد کو صدمہ

مولانا توصیف احمد مبلغ عالمی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے والد گرامی حاجی مشتاق احمد ۱۱مارچ ۲۰۲۴ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حاجی مشتاق احمد ۲۰/اپریل ۱۹۵۹ء کو مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۶ء کو کسب حلال کے لئے کراچی تشریف لائے اور تادم زیست کراچی میں مقیم رہے۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے بے لوث اور مخلص کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ پر دل وجان سے فدا تھے۔ علماء کرام اور اکابرین ختم نبوت سے قلبی لگاؤ تھا۔ آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو قرآن کا حافظ اور عالم بنایا۔ بلڈ پریشر وشوگر کا عارضہ لاحق تھا، آخری ایام میں گردے متاثر ہوئے تو طبیعت نہ سنبھل سکی اور اللہ کے حضور چل دیئے۔ آپ کی نماز جنازہ بلدیہ ٹاؤن کراچی میں آپ کے فرزند مولانا توصیف احمد کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، قائد کراچی قاری محمد عثمان، مولانا محمد وسیم اسلم مبلغ ملتان، مولانا عبدالحئی مطمئن کراچی، مولانا محمد عبداللہ چغرزئی، مولانا فداء اللہ، مولانا نثار احمد اور قاری محمد حسن سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام وعوام الناس نے شرکت کی۔

تعارف مجموعہ کتب عقیدہ حیات النبی ﷺ

حافظ محمد انس

(۵۱) حضرت مولانا رشید احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۳۳ء ...... وفات: ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء

آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔ ۱۹۵۸ء میں فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ پھر شجاع آباد میں جامعہ فاروقیہ قائم کیا جو آج ملک کے بڑے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۹۸۲ء میں ’’الاقوال المرضیہ فی اثبات سماع سید البریہ‘‘ نامی رسالہ تحریر فرمایا جسے اس مجموعہ میں ہم شریک اشاعت کر رہے ہیں۔

(۵۲) مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: اکتوبر ۱۹۱۹ء ...... وفات: ۲۵/جنوری ۲۰۰۴ء

آپ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی تھے۔ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ کے تحت گوجرانوالہ میں خدمات سرانجام دیں۔ شاہی جامع مسجد شجاع آباد میں خطیب رہے۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین نے اپنے رسالہ ’’القول الجلی‘‘ میں مولانا قاضی عبداللطیف کو مخاطب بنایا۔ قاضی عبداللطیف صاحب نے اس کا جواب ’’کتاب القاضی الیٰ القاضی بجواب القول الجلی‘‘ کے نام سے تحریر کیا۔ اس مجموعہ میں اس کو شامل کیا جارہا ہے۔

(۵۳) مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

وفات: ۱۳/مارچ ۱۹۹۷ء

آپ بہاولپور جامعہ دارالعلوم مدنیہ کے بانی مہتمم تھے۔ کسی زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سکھر، لاہور میں مبلغ رہے۔ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے رہنما مولانا قاضی شمس الدین نے ’’مسالک العلماء‘‘ نامی حیات النبی ﷺ کے عنوان پر اپنے نقطہ نظر سے کتابچہ لکھا۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب ؒ نے ’’مسالک العلماء پر بے لاگ تبصرہ‘‘ لکھا جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

(۵۵،۵۴) مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا

جامعہ سراج العلوم سرگودھا کے مفتی اور استاذ الحدیث مولانا مفتی احمد سعید سرگودھوی نامور عالم دین، فقیہ اور معقولی عالم تھے۔ آپ نے ۱۹۸۱ء میں رسالہ لکھا۔ اس کا نام ''حیات النبی ﷺ اور مذاہب اربعہ'' رکھا جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ آپ نے دوسرا رسالہ ''رسالۃ الروح'' لکھا۔ اس کا اختصار ''مختصر رسالہ روح'' کے نام پر اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

(۵۶) جناب محمد صادق صاحب پنڈ دادنخان

دوسرے حضرات کے کسی شخص نے ''برق وشرر'' کے نام سے رسالہ لکھا جس کے جواب میں ''خطبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی دو موتیں نہیں ہوں گی'' رسالہ جناب محمد صادق پنڈ دادخان ضلع جہلم نے شائع کیا جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

(۵۷) مولانا محمد شریف قادری دیوبندی

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا حکیم محمد قادری دیوبندی منڈی بہاؤالدین کے رہائشی تھے۔ جامع مسجد نور کے نیچے ان کی حکمت کی دکان تھی جس کا نام دواخانہ اشرفیہ تھا۔ منڈی بہاؤالدین میں ایک دینی مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ کے ناظم تھے۔ انہوں نے رسالہ شائع کیا ''الحیات بعد الوفات لسید الکائنات ﷺ'' اس میں صرف دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ جوان کے سوال کے جواب میں تھا۔ انہوں نے اس کو شائع کیا۔ پاکستان کے فتاویٰ جات وہ دوسرے حصہ میں شائع کرنا چاہتے تھے۔ نہ معلوم کہ وہ شائع ہوا یا نہ۔ البتہ اس رسالہ کو اس مجموعہ میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(۵۸) چوہدری محمد سرفراز خان

پیدائش: ۱۸۹۶ء...... وفات ۱۴؍جنوری ۱۹۸۷ء

کامرہ دیوان سنگھ ضلع گجرات کے چوہدری محمد سرفراز خان نے ''فتنہ انکار حیات النبی ﷺ'' کے نام پر ایک کتابچہ تحریر کیا جو اشاعتی حضرات کے کسی اشتہار کا جواب تھا۔ اس مجموعہ میں یہ بھی شامل اشاعت ہے۔

(۵۹) حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث، عالم ربانی، مناظر اسلام حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم نے ''صراط المنعمین فی حیات الانبیاء والمرسلین المعروف عقیدہ حیات انبیاء''

کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی، گزشتہ نصف صدی سے ہمارے اس خطہ پاک و ہند میں اس عنوان پر جتنی کتابیں لکھی گئیں، ان سب کتب کا خلاصہ عطر، نچوڑ، اور مزید بہت کچھ اس عظیم وضخیم کتاب میں آ گیا ہے، اس مجموعہ میں اس کتاب کو شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(۶۰) حضرت مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی

پیدائش: ۱۹۴۶ء...... وفات: ۳۰/نومبر ۲۰۰۷ء

آپ بستی خانان شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل میں پیدا ہوئے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان، جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ، جامعہ دارالعلوم کبیر والہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ قائد آباد، جامعہ سراج العلوم سرگودھا، جامع مسجد کلاں ڈیرہ اسماعیل خان، مسجد نظام خان، جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان، مدرسہ سراجیہ خانقاہ سراجیہ ضلع میانوالی، نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر ڈیرہ غازی میں مدرسہ جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم قائم کیا۔

مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی محدث، مدرس، محقق اور مصنف تھے۔ مولانا محمد حسین نیلوی نے کتاب ''ندائے حق'' لکھی اس کے رد میں مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی نے ''اظہار الشّین فی عبارات محمد حسین المعروف بہ قہرِ حق بر ندائے حق حصہ اوّل'' نامی کتاب لکھی۔ پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۸۷ء میں لکھا جو تین سو بیس صفحات پر مشتمل تھا۔ اس مجموعہ میں اسے بھی شامل کیا جا رہا ہے۔

(۶۱) مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی قادری

پیدائش: ۱۹۴۷ء...... وفات: ۱۵/جنوری 2015ء

آپ نے صحیح بخاری شریف کی وہ روایت جس کو قلیب بدر کی روایت کہتے ہیں۔ جس میں ہے کہ فتح خیبر کے تیسرے دن بعد آنحضرت ﷺ قلیب بدر پر تشریف لائے اور مقتولین کفار مکہ جو قلیب میں ڈالے گئے تھے۔ کنواں میں جھانک کر ان کو خطاب فرمایا۔ یہ سماع موتیٰ کی دلیل ہے۔ اس کی تفسیر و توضیح پر مولانا نور محمد تونسوی نے رسالہ تحریر فرمایا ''عقیدہ حیات قبر اور علم و فہم میت کی حدیث'' اس کا نام رکھا۔ جسے مولانا شکیل احمد خانپوری نے شائع کیا۔ اس رسالہ کو بھی اس مجموعہ میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

(۶۲) مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی قادری

آپ نے ایک ضخیم و عظیم کتاب لکھی جس کا نام ''الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی'' ہے۔ جس

میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ حیات وسماع انبیاء کرام علیہم السلام کی وضاحت کی گئی ہے۔اس میں انہوں نے کئی عنوان قائم کئے ہیں۔

۱...... آیات القرآن فی اثبات شعور لاہل القرآن۔اس میں ۵۲ قرآنی آیات مبارکہ سے اپنے مؤقف پر استدلال کیا گیا ہے۔

۲...... اس کے بعد انہوں نے عنوان قائم کیا ہے قبر کسے کہتے ہیں۔اس میں انہوں نے مختلف سرخیوں کے تحت فائدہ نمبر۱ تا ۲۰ کا عنوان دے کر مختلف اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور ۲۶، احادیث مبارکہ بیان کی ہیں۔فائدہ نمبر۲۱ میں منکرین حیات کے بیس مغالطوں کا جواب دیا ہے۔

۳...... احادیث الرسول فی اثبات شعور لاہل القبور۔اس میں قبر کی زندگی پر دلالت کرنے والی ۱۰۳، احادیث مبارکہ سے استدلال کیا گیا ہے۔نیز اس میں ۱۰ وضاحتیں بھی شامل ہیں۔

۴...... احادیث مصطفیٰ فی حیات الانبیاء۔اس میں حیات انبیاء کی خصوصی وامتیازی حیات قبر کے ۴۴، احادیث سے دلائل ذکر کئے ہیں۔نیز اس میں آٹھ توضیحات بھی ہیں۔

۵...... حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ صاحب کے فیصلہ کی شرعی حیثیت۔اس پر ۲۵ فتاویٰ جات نقل کئے گئے ہیں۔

۶...... حیات عیسیٰ ابن مریم کا شرعی حکم۔اس پر قرآنی دلائل کے علاوہ ۳ فتاویٰ جات کو درج کیا گیا ہے۔

۷...... آخر میں حیات بعد الممات پر ایک تحریری مناظرے کی پوری روئیداد قلم بند کی گئی ہے۔

۸...... اسی طرح حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی کے مفتیان حضرات کے ساتھ خط وکتابت کو کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔

عام سائز کے مطابق کتاب کے ۶۴۸ صفحات تھے۔بڑے سائز پر کمپوز کرانے کے بعد اس کتاب کے صفحات کی تعداد ۳۲۶ بن گئی ہے۔اس بھرپور علمی معلوماتی دستاویز کو بھی اس مجموعہ کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

(۶۳) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

جمعیۃ اشاعت التوحید پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا محمد طیب پنج پیر نے ’’مسلک الاکابر فی تحقیق الحیات وعدم السماع لاہل المقابر‘‘ نامی رسالہ تحریر فرمایا۔جس پر مولانا نور محمد صاحب نے ایک سو چار سوال قائم کئے۔ان سوالات کے آخر پر جناب محمد زبیر صاحب کا ایک رسالہ کا جواب دیا۔

اس کا آخری حصہ ہم نے حذف کردیا کہ وہ بعینہٖ مولانا نور محمد صاحب کے دوسرے رسالہ میں

چھپ چکا ہے۔اس کا حوالہ دے کر یہاں سے اسے محو کر دیا اور ایسا ہی کرنا چاہئے تھا تا کہ تکرار کی قباحت سے بچ سکیں۔’’امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ مولانا محمد طیب پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات‘‘ نامی یہ رسالہ اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

(۶۴) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

آپ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ جامعہ محمودیہ تونسہ شریف، احیاء العلوم مظفرگڑھ، مخزن العلوم خانپور سے دینی تعلیم کی تکمیل کی۔ ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان میں دینی خدمات سرانجام دیں، یہاں مدرسہ عثمانیہ بھی قائم کیا۔ ذی استعداد عالم دین اور محقق ومناظر تھے۔ عقیدہ حیات النبی، سماع عندالقبر شریف، عذاب قبر پر آپ کی چھوٹی بڑی درجن بھر ہمیں کتب میسر آئیں۔ ان میں ایک کتاب ’’منکرین حیات قبر کی خوف ناک چالیں‘‘ بھی ہے۔ یہ فروری ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی۔ مکتبہ صدیقیہ خانیوال روڈ کبیر والہ شائع کندہ ہے۔اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

(۶۵) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری نے ایک امام جو زمینی قبر کے عذاب کا قائل نہ تھا۔اس کے متعلق پاکستان کے مدارس، دارالافتاؤں سے فتاویٰ جات منگوائے کہ ایسے شخص کو امامت سے برطرف کیا جائے۔اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ان بیس فتاویٰ جات کو آپ نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ شائع کردیا۔اس کا نام ’’عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم‘‘ تجویز کیا۔اس مجموعہ میں اسے بھی شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

(۶۶) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

مولانا نور محمد تونسوی قادری نے مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری پران کی کتاب مسلک الاکابر پر ایک سو چار سوال قائم کئے۔ حضرت پنج پیری صاحب کے حلقہ کے ایک عالم مولانا محمد اعجاز صاحب نے ان ایک سو چار سوالات کے جوابات کی بجائے سوالات بجواب سوالات لکھ کر ایک روایت قائم کی۔ مولانا نور محمد صاحب تونسوی نے مولانا محمد اعجاز صاحب کے ۱۳۵ سوالات کے جوابات لکھے اور پھر ان پر ۳۳۵ سوالات قائم کئے اور اس رسالہ کا نام ’’۱۳۵ سوالات کے جوابات معہ ۳۳۵ سوالات‘‘ (نیز امیر محترم مولانا محمد طیب پنج پیری) پر ایک سو چار سوالات کا قرضہ ہنوز باقی) ہم اس رسالہ کو اس مجموعہ کا حصہ بنانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(۶۷) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ گجرات کے رسالہ ’’نغمہ توحید‘‘ میں مولانا محمد یعقوب تبسم کا ایک مضمون ’’قافلہ حق وصداقت، کیا یہ علماء دیوبند نہیں‘‘ شائع ہوا۔ جس کا جواب مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری نے تحریر کیا۔ رسالے کا نام ’’میعار صداقت یعنی علماء اہل سنت دیوبند کی پہچان‘‘ رکھا۔ جسے ہم اس مجموعہ میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(۶۸) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

کیپٹن مسعود عثمانی کے ایک مرید اور جماعت المسلمین کراچی کے ایک رکن نے رسالہ حبل اللہ میں ایک مضمون لکھا ’’من الکذاب‘‘ کذاب کون؟ یہ مضمون مولانا نور محمد قادری تونسوی کے رسالہ ’’اسلام کے نام پر ہوا پرستی‘‘ کا جواب یا اس پر ردعمل تھا۔ اس مضمون کے شائع ہونے پر مولانا نور محمد تونسوی نے ’’ھو الکذاب‘‘ نامی رسالہ لکھ کر ’’من الکذاب‘‘ کا جواب دیا، جس میں خود مولانا نور محمد نے ٹائٹل پر اس رسالہ کا تعارف لکھا: ’’اس رسالہ میں کیپٹن مسعود کے چیلے کذاب کے ۳۵ جھوٹ طشت از بام کئے اور اس سے ۱۶۸ سوالات کے گئے ہیں۔‘‘ چنانچہ یہ رسالہ ’’ھو الکذاب‘‘ اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۶۹) مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری

جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنہ کے سربراہ حضرت مولانا محمد طیب طاہری نے ’’مسالک العلماء‘‘ کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ جس میں حوالہ جات نقل کئے کہ اکابر دیوبند، انبیاء علیہم السلام کی قبور مبارکہ ارضیہ کی حیات کے قائل نہ تھے۔ اس جواب میں مولانا نور محمد نے رسالہ لکھا جس کا نام ’’عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام‘‘ رکھا اس میں انہوں نے (۱) مولانا محمد قاسم نانوتوی، (۲) مولانا رشید احمد گنگوہی، (۳) مولانا خلیل احمد سہارن پوری، (۴) مولانا اشرف علی تھانوی، (۵) مولانا سید حسین احمد مدنی، (۶) مولانا شبیر احمد عثمانی، (۷) مولانا ظفر احمد عثمانی، (۸) مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی، (۹) مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، (۱۰) قاری محمد طیب قاسمی، (۱۱) مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، (۱۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، (۱۳) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، (۱۴) مولانا محمد منظور نعمانی لکھنو، (۱۵) مولانا محمد ادریس کاندھلوی، (۱۶) مولانا مفتی محمود، (۱۷) مولانا حسین علی واں بھچراں، (۱۸) مولانا محمد عبداللہ بہلوی، (۱۹) مولانا محمد عبداللہ درخواستی، (۲۰) حضرت مولانا خواجہ خان محمد، (۲۱) مولانا علی شیر حیدری رحمہم اللہ کے رسائل سے حوالہ جات جمع کر دیئے۔ جس سے یہ رسالہ ایک علمی اور حوالہ جاتی دستاویز بن گئی۔ جسے ہم اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۰) مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم

جامعہ محمدیہ لاہور کے شیخ الحدیث، جامعہ مدنیہ رائیونڈ روڈ لاہور کے صدر المدرسین، عالم ربانی، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہم کے بیانات وافادات پر مشتمل ''خوشبو والا عقیدہ یعنی عقیدہ حیات النبی ﷺ'' کے عنوان سے ایک کتاب شائع ہوئی، جسے اس مجموعہ میں شامل کیا جارہا ہے۔

کامیاب انسان بننے کے لئے پانچ اعمال، حکیمانہ نکات زندگی

جامع ترمذی وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے پانچ چیزیں گن کر فرمایا: (۱) ''اتق المحارم تکون اعبدالناس'' حرام چیزوں سے بچو، لوگوں میں سب سے بڑے عابد ہوجاؤ گے۔ (۲) ''وارض بما قسمتم اللہ لک تکن اغنی الناس'' اور اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس پر راضی ہوجاؤ، سب سے بڑھ کر غنی ہوجاؤ گے۔ (۳) ''واحسن جارک تکن مومنا'' اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرو تو (پورے) مومن بن جاؤ گے۔ (۴) ''واحب الناس بما تحب لنفسک تکن مسلماً'' اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو پورے مسلم بن جاؤ گے۔ (۵) ''ولا تکثر الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب'' اور زیادہ نہ ہنسو، زیادہ ہنسی دل پر موت طاری کردیتی ہے۔

دنیا کے کسی بڑے سے بڑے عارف وحکیم کے کلام میں بھی ایسی گہری اور کارآمد حقیقتیں اتنی میٹھی اور مختصر زبان میں نہ ملیں گی۔　(مولانا محمد اسامہ)

حکمت ودانائی کی باتیں

چار چیزیں بدن میں قوت پیدا کرتی ہیں: (۱) گوشت کھانا، (۲) خوشبو سونگھنا، (۳) کثرت سے غسل کرنا (۴) سوتی کپڑا پہننا۔

چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں: (۱) خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھنا، (۲) سوتے وقت سرمہ لگانا (۳) سبزہ زار کیطرف دیکھنا، (۴) صاف جگہ بیٹھنا۔

چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں: (۱) فضول کلام ترک کرنا، (۲) مسواک کرنا، (۳) صالحین کی مجلس میں بیٹھنا، (۴) علماء کرام کی صحبت اختیار کرنا۔

چار چیزیں رزق کو بڑھاتی ہیں: (۱) تہجد کی نماز پڑھنا، (۲) کثرت سے استغفار کرنا، (۳) کثرت سے صدقہ کرنا، (۴) کثرت سے ذکر کرنا۔

چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ

(تالیف: مولانا اللہ وسایا)

جناب ڈاکٹر زاہد اشرف

ختم نبوت کے عقیدے کا تحفظ ہر کلمہ گو مسلمان کے بنیادی فرائض میں سے ہے۔اسی حوالے سے اس عظیم کام کے لئے کی جانے والی جدوجہد سعادت دارین کی موجب اور اس کے لئے بتائے جانے والا ہر لمحہ باعث اجر وثواب ہے۔ان شخصیات کا کیا کہنا جو اپنی ساری حیات مستعار اس کے لئے وقف کر دیں۔ ان کی زندگی کے شب وروز اسی کے لئے مجاہدہ کرتے ہوئے گزریں۔تاریخ اسلام میں ایسی بے شمار شخصیات گزری ہیں جنہوں نے نہ صرف ختم نبوت کے عقیدے کے دفاع کو اپنی زندگی کا مشن بنایا بلکہ اس عقیدے کے منافی کام کرنے والوں سے چومکھی لڑائی لڑی اور ہر محاذ پر انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔عہد حاضر کی انہی نام ورہستیوں میں حضرت مولانا اللہ وسایا کا نام نامی بھی شامل ہے۔اس میدان میں ان کی جلیل القدر خدمات کے صلے میں انہیں ’’شاہین ختم نبوت‘‘ کے لقب سے نوازا گیا۔

مولانا نے ختم نبوت کے حوالے سے دعوتی وتبلیغی، تحریری وتقریری اور تصنیفی سرگرمیوں کا ایک جہان آباد کر رکھا ہے اور اسی ناتے سے ان کی خدمات کا تسلسل ان کے لئے دنیا وآخرت کی سعادتیں سمیٹنے کی ضمانت ہے۔ان کی تصنیفی کاوشوں میں سے ایک انتہائی تحقیقی کاوش ’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ اس وقت ہمارے زیر مطالعہ ہے۔جس میں ان شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ختم نبوت اور ردقادیانیت کے حوالے سے حوالے سے خدمات سرانجام دی ہیں۔ ہر وہ فرد جس نے اس کی مناسبت سے کوئی سی بھی خدمت سرانجام دی ہے، مصنف نے اس کا ذکر خیر اس کتاب میں کیا ہے۔خواہ وہ ایک یا دوسطری ہی کیوں نہ ہو۔اس حوالے سے اس کتاب کو اپنے موضوع پر انسائیکلو پیڈائی شان کا حامل قرار دیا جاسکتا ہے۔

’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔جن کے کل صفحات ۲۲۱۶ ہیں اور ذکر کردہ شخصیات کی تعداد ۲۴۶۰۔

کتاب کی پہلی جلد ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مذکورہ شخصیات کی تعداد ۱۴۸ ہے۔ یہ جلد عرض مرتب کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی، جناب محمد متین خالد، جناب قاری محمد شاہ نقشبندی اور جناب محمد اورنگ زیب اعوان کے کتاب پر تبصروں کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کی تفاصیل،

اس تنظیم کے مرکزی امراء، مرکزی نائب امراء، مرکزی ناظمین، مرکزی صدر المبلغین، مرکزی مجلس شوریٰ کے اراکین اور مرکزی مبلغین کے تذکروں پر مشتمل ہے۔

کتاب کا انتساب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر ''پیر ناصر الدین والملۃ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی'' کے نام کیا گیا ہے۔

''عرض مرتب'' میں مؤلف کتاب مولانا اللہ وسایا نے اس کتاب کی تالیف کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے ان چھ مراجع اور احباب کی طرف سے ملنے والی تجاویز کا تذکرہ کیا ہے جن پر عمل درآمد کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ:

''سینکڑوں حضرات جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کیا، ان کے کچھ نہ کچھ حالات جمع ہوگئے، لیکن وہ تمام حضرات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ ان سب کا احاطہ تو پھر بھی ممکن نہیں تھا۔ تاہم جتنا ہوگیا غنیمت ہے، اس میں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کی تقسیم وتفریق، سیاسی غیر سیاسی، کانگریسی، مسلم لیگی کا امتیاز مسٹر اور ملّا کے فرق کے بغیر جس نے ختم نبوت کے لئے جو خدمت سرانجام دی، ان کے تھوڑے یا زیادہ حالات جمع ہوگئے ہیں۔'' (عرض مرتب: ص۷،۸)

صاحب کتاب مولانا اللہ وسایا یہ بھی بتلاتے ہیں کہ اس کتاب میں یوں تو جن حضرات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ تقریباً سبھی مرحومین ہیں لیکن بعض ایسی شخصیات کا بھی ذکر موجود ہے جو بقید حیات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مرتب کردہ عظیم مجموعوں ''احتساب قادیانیت'' یا ''محاسبہ قادیانیت'' میں ردقادیانیت کے موضوع پر لکھنے والے جن حضرات کی تحریروں کو شامل کیا گیا ہے، ان میں یہ شخصیات بھی شامل ہیں۔ عرض مرتب میں ''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ'' کی پانچوں جلدوں کے الگ الگ صفحات اور ان میں مذکور شخصیات کی تعداد سے بھی قاری کو آگاہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ''قادیانیوں کے لئے مقام غور'' کے ذیلی عنوان کے تحت ان کے لئے چند اہم نکات فکر بیان کئے گے ہیں۔

''عرض مرتب'' کے بعد جن چار حضرات کے تبصرے شائع کئے گئے، ان میں سے مولانا عبدالقیوم حقانی، جناب متین خالد اور مولانا قاری سید محمد شاہ نقشبندی کی تحریر تو زیر نظر کتاب کی پہلی تین جلدوں پر مختلف رسائل وجرائد سے ماخوذ ہیں۔ جب کہ جناب محمد اورنگ زیب اعوان کا مفصل تبصرہ پانچ جلدوں پر مشتمل زیر نظر مجموعے کے حوالے سے قلم بند کیا گیا ہے۔ جس میں انہوں نے خوب صورت پیرائے میں مؤلف اور ان کی تالیف پر اظہار خیال کیا ہے۔ یہ تبصرہ بلاشبہ انہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے لکھا ہے جو کتاب کے

مشمولات کے حوالے سے تحقیقی رنگ لئے ہوئے ہے۔ بعدازاں دو صفحات میں ’’مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام‘‘ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کے بعد’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امراء حضرات‘‘ کے تذکرے کا آغاز ہوتا ہے، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱......	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	(۱۰صفحات)
۲......	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	(۶صفحات)
۳......	مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	(۱۴صفحات)
۴......	مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	(۱۹صفحات)
۵......	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	(۴۰صفحات)
۶......	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ	(۱۱صفحات)
۷......	حکیم العصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	(۱۰صفحات)
۸......	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	(۶صفحات)

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء حضرات‘‘ کے تذکرے سے قبل مؤلف کتاب نے چند سطور میں ہر دور کے مرکزی امیر کے ساتھ نائب امیر کے ناموں کا بھی ذکر کیا ہے۔اس باب میں جن مرکزی نائب امراء کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی کل تعداد چار ہے۔ان میں حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت سید نفیس الحسینی شاہ شامل ہیں۔ ان چاروں حضرات گرامی کا ذکر ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔جن میں سے سب سے مفصل تحریر سید نفیس الحسینی شاہ (تقریباً ۱۱صفحات) کے بارے میں ہے۔

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نظماء حضرات‘‘ کے باب کے آغاز میں حضرت مولانا اللہ وسایا بتلاتے ہیں کہ اب تک کل پانچ حضرات اس منصب پر فائز رہے جن میں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا لال حسین اختر مرکزی امیر بھی رہے۔ اس لئے اس باب میں رحلت فرما جانے والے دو ناظم اعلیٰ ’’حضرت مولانا عبدالرحیم اشعراور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری‘‘ کا تذکرہ بیس صفحات پر کیا گیا ہے۔ جب کہ موجودہ ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ماشاء اللہ بقید حیات ہیں۔

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی صدر المبلغین حضرات‘‘ کی تعداد سات ہے جن میں سے مولانا عبدالرحمٰن میانوی، مولانا محمد شریف بہاول پوری، فاتح قادیان مولانا محمد حیات اور مولانا بشیر احمد

فاضل پوری شامل ہیں۔ ان کا تذکرہ بائیس صفحات پر محیط ہے۔ جب کہ اس کے پہلے صدرالمبلغین مولانا لال حسین اختر تھے جن کا تذکرہ مرکزی امراء میں کیا جاچکا ہے۔ اسی طرح مولانا عبدالرحیم اشعر بھی صدرالمبلغین کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ کے منصب پر بھی فائز رہے۔ مولانا محمد اکرم طوفانی (کتاب کی اشاعت کے بعد مولانا طوفانی بھی وصال فرماگئے: محمد وسیم) اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بھی مرکزی صدرالمبلغین میں شامل ہیں۔ آخرالذکر زندہ سلامت ہیں۔ جن چار حضرات کا کتاب کی پہلی جلد میں تذکرہ کیا گیا ہے ان پر تقریباً ۲۳ صفحات قلم بند کئے گئے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے اراکین حضرات کی کل تعداد ۵۳ ہے۔ کتاب کے (ص ۹ سے لے کر ۲۲۳) تک کل ۱۱۴ صفحات ان کے ذکر خیر کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر شخصیت یقیناً معروف بھی ہوگی اور اس کی خدمات بھی قابل قدر، لیکن ہماری نظر میں ان میں قومی سطح پر جانی پہچانی شخصیات میں مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی، مولانا تاج محمود، مولانا خیر محمد جالندھری، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالرحمٰن آزاد، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، سردار فضل محمود خان خاکوانی، مولانا مجاہدالحسینی، مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا سید محمد بنوری، خواجہ محمد حبیب، مولانا محمد عبداللہ شہید، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ شامل ہیں۔

''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ'' کی پہلی جلد کے آخری باب میں ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات'' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کی کل تعداد ۷۷ ہے۔ جن کا ذکر (ص ۳۲۴ سے لے کر ۳۹۶) تک کے ۷۳ صفحات پر محیط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی مقصد کے لئے کام کرنے والے مبلغین حضرات لائق تکریم ہوتے ہیں۔ وہ اگر اپنے مقصد کے ساتھ مخلص ہوں اور فی سبیل اللہ کام کریں تو یقینی طور پر وہ دنیا وآخرت میں بہترین جزاء کے حق دار ہوتے ہیں۔ ان مبلغین کرام کی سعادتوں کا بھلا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے جو اپنی زندگیاں ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ، دفاع، تبلیغ اور راہ راست سے بھٹک جانے والے افراد کو دائرہ حق وسلامتی کی طرف واپس لانے کے لئے کھپادیں۔

جلد اوّل میں جتنی بھی شخصیات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے، ان کے احوال زندگی کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ کچھ حضرات پر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جب کہ چند شخصیات کا قدرے اجمالی تذکرہ کتاب کا حصہ بنایا گیا۔ ان شخصیات کے تذکار میں کئی ایک مضامین ایسے بھی ہیں جو ان کی وفات پر صاحب کتاب مولانا اللہ وسایا نے قلم بند کئے۔ ان میں کچھ میں تو نرم وگرم گفتگوئیں بھی ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں، لیکن وہ بھی تو تاریخ کا حصہ ہیں۔

’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ کی دوسری جلد سے پانچویں جلد تک میں ان شخصیات گرامی کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے کسی بھی طور پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کے لئے کسی بھی نوعیت کی خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ تذکار حروف ابجد کی ترتیب کے اعتبار سے ان چار جلدوں میں موجود ہے۔ جب کہ پہلی جلد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے اراکین اور اس تنظیم کے مبلغین کے تذکرے میں بھی اسی انداز کو اپنایا گیا ہے۔ البتہ عہدے داران کا ذکر کرتے ہوئے زمانی ترتیب کوملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

ابجدی ترتیب کے اعتبار سے جلد دوم میں ......آ...... سے لے کر......د......تک کے گیارہ حروف کے تحت ۴۸۳ شخصیات کا تذکرہ ۴۴۴ صفحات میں کیا گیا ہے۔ ’’آ‘‘ کے تحت مذکورہ چھ شخصیات میں محترمہ آپا نثار فاطمہ اور آغا مرتضیٰ پویا بھی شامل ہیں۔ ان چھ افراد کا تعارف تین صفحات میں کرایا گیا ہے۔

’’الف‘‘ کے تحت ۲۳۳ حضرات کا تذکار ۲۰۴ صفحات پر محیط ہے۔ جن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید ابوبکر غزنوی، علامہ شیخ محمد ابوزہرہ (مصر)، شیخ الاسلام الحاج ابراہیم نیامن (افریقہ)، مولانا احتشام الحق تھانوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، جناب احسان دانش، فضیلۃ الشیخ احمد بن سعد بن حمدان الغامدی، مولانا احمد بن عبداللہ غزنوی، ڈاکٹر احمد حسین کمال، ملک احمد خان کمشنر بہاول پور، ڈاکٹر الشیخ احمد دیدات، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، علامہ احمد سعید کاظمی، مولانا احمد علی قصوری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا اختر کاشمیریؒ، مولانا ارشادالحق اثری، جسٹس ارشاد حسن خان، استاد دامن، ڈاکٹر اسرار احمد، سید اسعد گیلانی، مولانا سید اسعد مدنی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، ائیر مارشل اصغر خان، مولانا اصغر علی روحی، مولانا اعزاز علی دیوبندی، جسٹس راجہ افراسیاب خان، حاجی امداداللہ مہاجر مکی، جسٹس امیر الملک مینگل، سید امین گیلانی، مولانا انور شاہ کشمیری، جسٹس ایس ایم زبیر، جناب ایم ایم عالم (ائیر کموڈر) اور ایم پی بھنڈارا جیسی نامور شخصیات بھی شامل ہیں۔

حرف ’’ب‘‘ کے تحت ۵۴ خواتین وحضرات کا تذکرہ ۲۵ صفحات پر کیا گیا ہے۔ مولانا بادشاہ گل بخاری، جناب بارک اللہ خان ایڈووکیٹ، مولانا محمد امیر المعروف بجلی گھر، الشیخ محمد بدرالدین الفلاییلنی (دمشق)، مولانا بدر عالم میرٹھی، صوفی برکت علی لدھیانوی، جناب بلال زبیری، مولانا بہاؤالحق قاسمی، ڈاکٹر بیگم اشرف خاتون عباسی، بیگم عطیہ عنایت اللہ اور محترمہ بے نظیر بھٹو ان میں شامل ہیں۔

’’پ‘‘ کے ضمن میں افغان عالم مولوی پردل کابلی اور بابو پیر بخش لاہوری کے تذکرے کے علاوہ ’’پھگلہ میں مباہلہ‘‘ کی داستان بیان کی گئی ہے۔ یہ تینوں موضوعات چار صفحات پر محیط ہیں۔

حرف ’’ت‘‘ کے تحت بارہ شخصیات کے تذکرے کو آٹھ صفحات میں سمودیا گیا ہے۔ ان میں سے نامور حضرات، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا تاجور نجیب آبادی اور جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن شامل ہیں۔ ’’ج‘‘ کے تحت ۳۲ حضرات کا تذکرہ تقریباً ۳۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں مولانا جان محمد بھٹو، مولانا جان محمد عباسی، جسٹس جاوید اقبال، مفتی السید جعفر بن اسماعیل برزنجی (مدینہ منورہ)، مولانا جعفر تھانسیری، مفتی جعفر حسین، مولانا جعفر شاہ پھلواری، پیر سید جماعت علی شاہ، خواجہ جمال محمد کوریجہ، مفتی جمیل احمد تھانوی، میاں جمیل احمد شرقپوری اور چوہدری جہانگیر علی ایڈووکیٹ شامل ہیں۔ حرف ’’چ‘‘ کے تحت دو حضرات کا تذکرہ کتاب کے نصف صفحے پر محیط ہے جن میں مولانا چراغ حسن حسرت بھی شامل ہیں۔

حرف تہجی ’’ح‘‘ کے ضمن میں ۸۱ شخصیات کا تذکرہ تقریباً ۱۲ صفحات پر موجود ہے۔ ان میں مولانا مفتی حامد (چاٹگام)، مولانا حامد علی خان (ملتان)، جناب حامد علی خان (لاہور)، مولانا سید حامد میاں، مولانا حبیب الرحمٰن جالندھری، مولانا حبیب الرحمٰن خیر آبادی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولوی حبیب اللہ، مولانا حبیب اللہ امرتسری، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، شیخ حسام الدین، مولانا حسرت موہانی، جناب حسن التہامی (اسلامی سیکرٹریٹ)، جناب حسن عیسیٰ عبدالظاہر المصری (سیریل نمبر ۵۳۰ اور ۵۳۱ کے تحت دو مختلف شخصیات کے طور پر ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بظاہر یہ ایک ہی شخصیت محسوس ہوتے ہیں)، خواجہ حسن نظامی، فضیلۃ الشیخ حسنین بن محمد مخلوف مصری، مولانا سید حسین احمد مدنی، قاضی حسین احمد، سید حسین امام، فضیلۃ الشیخ حسین بن محسن انصاری الیمنی، علامہ حسین میر کاشمیری، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، پروفیسر حفیظ تائب، ابوالاثر حفیظ جالندھری، مولانا حق نواز جھنگوی، جناب ایم حمزہ، پروفیسر حمید احمد خان، خواجہ حمید الدین سیالوی، جناب حمید نظامی اور جناب حنیف رامے شامل ہیں۔ ان شخصیات کے علاوہ ’’حقیقت پسند پارٹی قادیانی‘‘ کے نام سے، مرزا بشیر الدین محمود کے خلاف اس کے طبع کردہ ایک پمفلٹ کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حرف تہجی ’’خ‘‘ کے تحت ۴۴ حضرات کا ذکر خیر تقریباً تیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں جناب خاقان بابر ایڈووکیٹ، ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید، ڈاکٹر علامہ خالد محمود (مانچسٹر)، مولانا خان محمد، ملک خدا بخش ٹونہ، مفتی خلف بن ابراہیم (مدینہ منورہ)، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، الحاج خلیل احمد لدھیانوی، جسٹس خلیل الرحمٰن خان، صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی، راؤ خورشید علی خان، جناب خیر بخش مری اور مولانا خیر محمد نظامانی شامل ہیں۔ ’’ختم نبوت کانفرنس چناب نگر‘‘ کا تذکرہ بھی ’’خ‘‘ کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

جلد دوم کے آخری حرف تہجی ’’د‘‘ میں ۱۲ شخصیات وعنوانات کا احاطہ تقریباً گیارہ صفحات پر کیا گیا

ہے۔’’دانۂ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے اثرات‘‘ کے تفصیلی تذکرہ اور’’دارالاشاعت رحمانی مونگیر‘‘ کے مختصر تعارف کے بعد جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے،ان میں جناب دریا خان کھوسہ،مولانا دوست محمد قریشی،مولانا مفتی دین محمد خان (ڈھاکہ) اور جناب دیوان سنگھ مفتون شامل ہیں۔

’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ کی تیسری جلد ۴۸۴ صفحات پر ۵۶۳ شخصیات کا تذکرہ لئے ہوئے ہے۔اس میں حرف تہجی......ذ...... سے......ع......تک آنے والے حضرات کو شامل کیا گیا ہے۔

حرف’’ذ‘‘ میں تین شخصیات مولانا محمد ذکراللہ جالندھری، ذوالفقار علی بھٹو اور سید ذوالکفل بخاری کے تذکرے کے علاوہ’’ذوق جنون کے ساتھ واقعات‘‘ بیان کئے گئے ہیں جن میں تحریک ختم نبوت اور اس سے جڑے ہوئے حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔(ص ۱۳ سے ۴۵) تک یہ مشمولات کتاب کا حصہ ہیں۔حرف ’’ر‘‘ کے ضمن میں ۴۰ شخصیات کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے۔اس کے ۵۳ صفحات پر دیگر حضرات کے علاوہ شیخ راحیل احمد (جرمنی)، علامہ رحمت اللہ ارشد، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، چوہدری رحمت الٰہی، مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی، سیشن جج (ر) جناب رحیم بخش، ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مفتی رشید احمد لدھیانوی، علامہ رشید رضا مصری، جناب رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ، شیخ رفیق احمد اور جناب ریاض احمد فتیانہ کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔’’ز‘‘ کے ضمن میں جن سولہ شخصیات کو موضوع سخن بنایا گیا ہے ان میں مولانا قاضی زاہد الحسینی، علامہ زاہد الکوثری، میاں زاہد سرفراز، جناب زاہد ملک، مولانا مفتی زرولی خان، مولانا مفتی زین العابدین اور جناب زیڈ اے سلہری شامل ہیں۔(ص ۹۸ سے ۱۱۰) تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

حرف تہجی’’س‘‘ کے تحت ذکر کردہ ۲۷ شخصیات کا تذکرہ ۳۹ صفحات پر کیا گیا ہے۔ان میں ڈاکٹر سبطین لکھنوی، مخدوم سجاد حسین قریشی، مولانا سراج احمد دین پوری، غازی سراج الدین منیر، مولانا سردار احمد فیصل آبادی، سرسید احمد خان، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا سعید احمد پالن پوری، شیخ سعید احمد ایڈووکیٹ، مولانا سعید الدین شیرکوٹی، مولانا سعید الرحمٰن انوری، جناب سعید الرشید عباسی، جسٹس سعید الزمان صدیقی، مفتی محمد سعید بن محمد بابصیل (مفتی اعظم شافعیہ، مکہ مکرمہ)، سرسکندر حیات ٹوانہ، سلطان پال پادری، مرزا سلطان محمد بیگ، جسٹس سلیم اختر، انجینئر سلیم اللہ خان، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سمیع الحق اور مولانا پیر سیف اللہ خالد شامل ہیں۔

’’ش‘‘ کے ضمن میں مذکورہ ۴۶ حضرات کا تذکرہ (ص ۱۵۰ سے ۱۹۵) تک کے ۴۶ صفحات پر محیط ہے۔ان میں مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ فہد، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا شریف الحسن جالندھری، مفتی شجاعت علی قادری، جسٹس شفیع الرحمٰن، جناب شفیق مرزا، علامہ شمس الحق افغانی، جناب شورش کاشمیری، سردار شوکت

حیات خان، حکیم شہاب الدین امرتسری، جناب شیر باز خان مزاری، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ اور میاں شیر محمد شرقپوری شامل ہیں۔

کتاب میں ''ص'' سے شروع ہونے والے ۲۴ حضرات کا تذکرہ ۱۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں ڈاکٹر صابر ملتانی، مولانا صدر الشہید، مولانا صفی الرحمٰن اعظمی، صاحبزادہ صفی اللہ، جناب محمد صلاح الدین اور ڈاکٹر مولانا صہیب حسن (لندن) کے علاوہ قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہونے والے دو حضرات بھی شامل ہیں۔ حرف ''ض'' کے تحت جن تیرہ شخصیات کا ذکر خیر تقریباً پانچ صفحات پر محیط ہے۔ ان میں مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا ضیاء الحق فیصل آبادی، صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور مولانا ضیاء القاسمی کے نام شامل ہیں۔ ''ط'' سے شروع ہونے والے آٹھ اسمائے گرامی میں مخدوم طالب المولیٰ، میاں طفیل محمد اور علامہ مفتی طنطاوی جوہری (مصر) کے نام شامل ہیں۔ محض دو صفحات پر ان آٹھ شخصیات کا تذکرہ موجود ہے۔ حرف تہجی ''ظ'' کے ضمن میں ۱۹ حضرات کا تذکرہ ۴۳ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں مولانا ظفر احمد انصاری علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی، ملک ظفر اللہ خان، مولانا ظفر علی خان جسٹس مرزا سر ظفر علی، مولانا مفتی محمد ظفر نعمانی، مولانا ظہور احمد بگوی اور چوہدری ظہور الٰہی شامل ہیں۔

حرف تہجی ''ع'' کے تحت شائد کتاب کا دوسرا بڑا تفصیلی باب قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ جلد سوم اور چہارم دونوں میں پھیلا ہوا ہے۔ جلد سوم میں اس حوالے سے ۳۲۰ شخصیات کا تذکرہ ۱۸۷ صفحات پر محیط ہے۔ ان میں خواجہ عابد نظامی، محترمہ عابدہ سلطان، مفتی اعظم شام الشیخ ابوالیسیر عابدین، محمد عاشق الٰہی بلند شہری، جسٹس عبادت یار خان، مولانا عبدالباقی، مولانا عبدالجبار عمر پوری، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالحامد بدایونی، جناب عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا عبدالحق الباکستانی، حکیم عبدالحق امرتسری، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، بابائے اردو مولانا عبدالحق، مولانا خلیفہ عبدالحکیم، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا عبدالحلیم قاسمی، مولانا عبدالحمید سواتی، ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، ڈاکٹر عبدالحئی عارفی، ڈاکٹر عبدالخالق، سردار عبدالرب نشتر، الشیخ عبدالرحمٰن بن ابی الشعب برکاتی (مراکش)، ڈاکٹر عبدالرحمٰن جامعۃ الازہر، مولانا عبدالرحمٰن جامی، والی افغانستان عبدالرحمٰن خان، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا عبدالرحیم پوپلزئی، مولانا سید عبدالرحیم غزنوی امرتسری، مولانا عبدالرحیم قریشی، مولانا عبدالرحیم منہاج، جسٹس عبدالرزاق اے تھہیم، مولانا عبدالرشید ارشد جالندھری، جناب عبدالستار افغانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی، مولانا عبدالشکور دین پوری، فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (سعودی عرب)، جسٹس راجہ عبدالعزیز بھٹی، خان عبدالغفار خان، مولانا حکیم عبدالغنی جالندھری، مولانا عبدالقادر آزاد،

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا جسٹس عبدالقدوس ہاشمی، جسٹس عبدالقدیر چوہدری، مولانا عبدالقیوم ہزاروی، جسٹس عبدالکریم خان کنڈی، جناب عبدالکریم عابد، جناب مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی اور مولانا عبدالکریم مباہلہ شامل ہیں۔

''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ'' کی چوتھی جلد ۶۶۴ صفحات پر ۶۵۶ حضرات کے تذکرے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کا آغاز نا تمام حرف تہجی ''ع'' سے ہی ہوتا ہے۔ اس جلد میں اس کے تحت ۱۲۷ صفحات پر ۱۸۲ مزید شخصیات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے جلد سوم اور چہارم میں ''ع'' کے ضمن میں ۳۱۴ صفحات پر بیان کردہ حضرات کی کل تعداد ۵۰۲ تک جا پہنچتی ہے۔ جلد چہارم کی ان شخصیات میں مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی، علامہ الشیخ عبداللہ بن عبدالغفار المکی، مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا عبدالمجید انور، پیر عبدالمجید دیول شریف، مولانا عبدالمجید سوہدروی، حکیم عبدالمجید نابینا، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا عبدالواحد غزنوی امرتسری، مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، خواجہ عبدالوحید لاہوری، حاجی عبدالوہاب (رائے ونڈ)، میاں عبدالہادی دین پوری، مولانا عبیداللہ احرار، مولانا عبیداللہ (جامعہ اشرفیہ، لاہور) مولانا عبیداللہ انور لاہور، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا عتیق الرحمٰن چنیوٹی، الشیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی (مدینہ منورہ)، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، جناب عطاء الحق قاسمی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، سردار عطاء اللہ مینگل، میاں عطاء اللہ، مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری، مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری، مولانا سید حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری، حضرت سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، رئیس عطاء محمد خان مری، غازی علم الدین شہید، الشیخ علوی ابن عباس مالکی (مدینہ منورہ)، سید علی الحائری، الشیخ علی بن طاہر الوتری الحسینی الحنفی (مدینہ منورہ)، علامہ علی غضنفر کراروی، السید علی محمود مصری، الشیخ عمر کانتے (جنوبی افریقہ)، سردار عنایت الرحمٰن عباسی، مولانا عنایت اللہ چشتی اور حکیم عنایت اللہ سوہدری شامل ہیں۔

حرف تہجی ''غ'' کے ضمن میں تقریباً ۱۰۹ صفحات پر ۱۳۳ شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں پروفیسر غازی احمد، پروفیسر غفور احمد، غلام احمد پرویز، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، چوہدری غلام جیلانی، جناب غلام حسن ڈھانڈلہ، ڈاکٹر غلام حسین، مہر غلام حیدر بھروانہ، جناب غلام حیدر وائیں، مولانا غلام دستگیر الہاشمی القصوری، چوہدری غلام رسول تارڑ، قادیانیوں میں حقیقت پسند پارٹی بنانے والے چوہدری غلام رسول چیمہ، مولانا غلام رسول مہر، مفتی غلام سرور قادری، محترمہ غلام عائشہ بی بی، جسٹس مولانا غلام علی ملک، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا غلام فرید قیصرانی، مولانا غلام محمد گھوٹوی، پیر سید

غلام محی الدین گولڑوی، جناب غلام مصطفیٰ جتوئی، مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی، مرزا غلام نبی جانباز، چوہدری غلام نبی، خواجہ غلام نظام الدین تونسوی اور سردار غوث بخش بزنجو شامل ہیں۔

''ف'' کے تحت ۱۷ حضرات کا ذکر تقریباً ۳۲ صفحات پر موجود ہے۔ ان شخصیات گرامی میں صاحبزادہ فاروق علی خان، قاری فتح محمد پانی پتی (مدینہ منورہ)، مولانا فتح محمد، جناب فخر عالم زبیری، جسٹس فخر عالم، جسٹس فدا محمد خان، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، جنرل راؤ فرمان علی خان، مولانا فرید احمد (ڈھاکہ)، پروفیسر شاہ فریدالحق، قاضی فضل احمد گورداسپوری، جنرل فضل حق، میاں فضل حق، مولانا فضل رزاق، مولانا فضل ربی، صاحبزادہ فضل کریم، مولوی فقیر محمد فیصل آبادی، جناب فیاض حسن سجاد، صاحبزادہ مولانا سید فیض الحسن (آلومہار شریف) اور مولانا فیض اللہ (مفتی اعظم بنگلہ دیش) شامل ہیں۔ ''ف'' کے ضمن میں شخصیات کے علاوہ دو فتاویٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۲۱ صفحات پر محیط ۲۳ شخصیات کا تذکرہ حرف تہجی ''ق'' کے تحت کیا گیا ہے۔ ان میں جناب قادر بخش (فیجی آئرلینڈ)، سید قاسم رضوی، سید قاسم محمود، قدرت اللہ شہاب، میاں قمرالدین، خواجہ قمرالدین سیالوی وغیرہم شامل ہیں۔ ''ق'' کے ضمن میں ہی قرارداد آزاد کشمیر اسمبلی، قرارداد اپوزیشن پنجاب اسمبلی، قرارداد ختم نبوت قومی اسمبلی، قرارداد سرحد اسمبلی، قرارداد متحدہ جمہوری محاذ کے متن دیئے گئے ہیں جن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس حصے میں پچاس مشائخ عظام اور پیران کرام کا بھی تذکرہ ہے جنہوں نے ۳؍جولائی ۱۹۷۴ء کو اپنے ایک اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ قومی اسمبلی میں بل پیش کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

''ک'' کے تحت ۱۶، اشخاص کا تذکرہ ۱۵ صفحات پر کیا گیا ہے، ان میں مولانا قاضی کرم الدین دبیر، ملک کرم بخش اعوان، مولانا سید کرم شاہ الازہری، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا کوثر نیازی، جسٹس کیانی، کے ایل گابا اور کے ایل ناصر پادری شامل ہیں۔ ''گ'' سے شروع ہونے والی گیارہ شخصیات کا ذکر تقریباً چھ صفحات پر موجود ہے۔ ان میں سید گل بادشاہ، مولانا گل حبیب، جسٹس گل محمد خان اور مولانا گلزار احمد مظاہری کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ''ل'' کا حرف تہجی تین صفحات پر جن آٹھ حضرات کا ذکر لئے ہوئے ہیں، ان میں حاجی لق لق اور نوابزادہ لیاقت علی خان شامل ہیں۔

حرف تہجی ''م'' کے تحت ذکر کردہ اسمائے گرامی حرف ''ع'' کی طرح دو جلدوں (جلد چہارم اور پنجم) میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جلد چہارم میں ان میں سے ۲۱۲ کا تذکرہ ۱۳۸ صفحات میں کیا گیا ہے۔ ان میں مولانا ماہر القادری، شیخ مجیب الرحمٰن، جناب مجیب الرحمٰن شامی، پیر محبّ اللہ شاہ راشدی، جسٹس محبوب احمد،

قاری محمد ابراہیم رحیمی، مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا قاری محمد اجمل خان، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا محمد ادریس میرٹھی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، مولانا محمد اسحاق سندھیلوی، مولانا محمد اسحاق مونگیری، مولانا محمد اسحاق قاضی القضاء ریاست انب، جناب محمد اسلم رانا، مولانا محمد اسماعیل ذبیح، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی، جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ، مولانا محمد اسماعیل کٹکی، پیر محمد اشرف، جناب محمد افتخار کھوکھر، جناب محمد افضل رنداھاوا، جسٹس محمد افضل ظلہ، جسٹس محمد افضل لون، خواجہ محمد اقبال بٹ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، جناب محمد اکبر سیشن جج، جسٹس محمد اکبر ہاشمی، مولانا محمد اکبر ساقی، شیخ محمد اکرم ایڈووکیٹ، پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا امین احسن اصلاحی، مفتی اعظم فلسطین سید محمد امین الحسینی، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، میجر محمد ایوب، مولانا سید محمد ایوب جان بنوری، صدر محمد ایوب خان، مولانا محمد بخش مسلم، جسٹس محمد بشیر جہانگیری، مفتی محمد بن شیخ حسین (مفتی اعظم مالکیہ، مکہ مکرمہ)، فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امام حرم مکی، جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حافظ محمد تقی اور ملک محمد جعفر خان شامل ہیں۔

''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ'' کی پانچویں اور آخری جلد کا آغاز حرف تہجی ''م'' کے تحت آنے والے باقی ماندہ ۴۵۷ حضرات سے ہوتا ہے۔ ان کا احاطہ (ص ۱۳ سے ۳۶۸) تک کل ۳۵۶ صفحات پر کیا گیا ہے۔ یوں ''م'' کے ضمن میں جلد چہارم کے ۱۳۸ صفحات کو ملا کر ان کی کل تعداد ۴۹۴ صفحات بن جاتی ہے جب کہ شخصیات کی تعداد ۶۶۹ تک جا پہنچتی ہے۔ جلد پنجم کے ان حضرات میں مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا محمد حسن فیضی، مولانا محمد حسین بٹالوی، ڈاکٹر حمیداللہ (پیرس)، جناب محمد حنیف خان، مولانا محمد حنیف ندوی، جناب محمد خان جونیجو، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد ذاکر، نوابزادہ محمد ذاکر قریشی، شیخ محمد رشید، جسٹس محمد رفیق تارڑ، جناب محمد رفیق گوریجہ (جج)، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، جناب محمد زکی کیفی، مولانا محمد سرفراز خان صفدر، مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید، مولانا قاضی محمد سلمان منصور پوری، جناب ملک محمد سلیمان، جسٹس خواجہ محمد شریف، میاں محمد شفیع (م۔ش)، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، ڈاکٹر محمد شفیع، مفتی محمد صالح بن کمال (مکہ مکرمہ)، جناب محمد صالح قزاز (مکہ مکرمہ)، جسٹس محمد صدیق چوہدری، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی (دیوبند)، مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا محمد عبداللہ معمار، قائداعظم محمد علی جناح، رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی، مولانا محمد علی قصوری، مولانا سید محمد علی مونگیری، مولانا محمد عمر اچھروی، مولانا محمد عمر پالن پوری، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، ملک محمد قاسم، مولانا محمد لدھیانوی، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا سید محمد

متین ہاشمی، مولانا محمد مراد ہالیجوی، مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی، مولانا محمد منظور نعمانی (لکھنو)، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا محمد نافع، الشیخ محمد نجیب (مفتی اعظم مصر)، مولانا محمد نعیم آسی، مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی، مولانا محمد ولی رازی، مولانا محمد ہاشم جان سرہندی، شیخ محمد یعقوب پٹیالوی، حضرت جی محمد یوسف، مولانا محمد یوسف قریشی، مولانا محمد یوسف متالا (برطانیہ)، میرواعظ مولانا محمد یوسف، محترمہ محمدی بیگم، حکیم سید محمود احمد برکاتی، مولانا سید محمود احمد رضوی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولانا محمود حسن دیوبندی، ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری، میاں محمود علی قصوری، جناب محمود علی، مولانا مفتی محمود، مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا محی الدین عبدالرحمٰن، مولانا مفتی محی الدین (ڈھاکہ)، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا مرغوب الرحمٰن (دیوبند)، ڈاکٹر مسکین علی حجازی، مولانا مشتاق احمد چرتھالوی، فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ کمال التازری (تیونس)، مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک، جناب مصطفیٰ صادق، مرزا مظفر بیگ، نواب زادہ مظفر خان ملک، سید مظفر علی شمسی، مظہرالدین ملتانی قادیانی، مولانا قاضی مظہر حسین، حکیم مظہر قریشی، مولانا مظہر علی اظہر، ملک معراج خالد، مولانا معین الدین لکھوی، پروفیسر مغیث الدین شیخ، جناب ممتاز احمد خان، چوہدری ممتاز احمد، میاں ممتاز دولتانہ، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، رائے منصب علی خان، میاں منظور احمد وٹو، سید منور حسن، سردار مولانا بخش سومرو، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا میر حسن سیالکوٹی اور سردار میر عالم خان لغاری شامل ہیں۔

حرف تہجی ''ن'' کے ضمن میں کم وبیش ۶۸ صفحات پر مشتمل ۱۲۱ حضرات گرامی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں جسٹس ناصر اسلم زاہد، الشیخ ناصر الدین البانی، حافظ نذر محمد، ڈاکٹر نذیر احمد شہید، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد، ڈپٹی نذیر احمد، جسٹس میاں نذیر اختر، مولانا سید نذیر حسین دہلوی، صاحبزادہ نذیر سلطان، جناب نذیر ناجی، جناب نسیم حجازی، جسٹس ڈاکٹر سید نسیم حسن شاہ، نوابزادہ نصر اللہ خان، محترمہ نصرت بھٹو، پیر نصیر الدین گولڑوی، جناب ابوعبیدہ نظام الدین، سید اظہر حسن زیدی، ملک نعمت خان شنواری، مولانا نعمت اللہ، جناب نعیم صدیقی، مولانا نواب الدین، ستکوہی، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری، جناب نصر اللہ خان عزیز، مولانا نور عالم خلیل امینی اور مخدوم نور محمد ہاشمی شامل ہیں۔

''و'' کے تحت وزارت داخلہ پاکستان اور وفاقی حکومت پاکستان کے دو عنوانات کے علاوہ ۱۹ شخصیات کا تذکرہ تقریباً سات صفحات پر کیا گیا ہے۔ ان میں ڈاکٹر وحید عشرت، جناب وقار انبالوی، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور جسٹس ولی محمد خان کے نام موجود ہیں۔ حرف تہجی ''ہ'' کے ضمن میں چھ صفحات پر جن آٹھ حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں الحاج ہاشم گزدر، راؤ محمد ہاشم اور مولانا ہلال احمد دہلوی شامل ہیں۔

’’ی‘‘ کے تحت پانچ صفحات پر جناب یحییٰ بختیار، فضیلۃ الشیخ یوسف السید ہاشم الرفاعی (کویت) اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی سمیت آٹھ افراد شامل ہیں۔ پانچویں جلد کے آخری ۷ اصفحات میں ’’تکملہ‘‘ کے زیرعنوان ۱۶شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں مولانا مفتی عبدالسلام (چاٹگام) محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور مولانا نورالاسلام (ڈھاکہ) شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ کی پانچ جلدوں کا مطالعہ اختتام کو پہنچتا ہے۔ آپ اسے سرسری اور طائرانہ جائزہ کہہ سکتے ہیں، وہ جائزہ جو محض اعدادوشمار اور شخصیات کے اسمائے گرامی کے محدود سے تذکرے پر محیط ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس جائزے کو آپ شاید سطحی تو قرار دے لیں لیکن یہ بالکل بے وقعت نہیں ہے۔ اس سے پوری کتاب کا ایک خاکہ آپ کی نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس عظیم انسائیکلوپیڈیائی کتاب کے مشمولات کے حوالے سے ہم قارئین کرام کے سامنے درج ذیل نکات رکھنا چاہیں گے۔

۱...... کتاب کے مواد کا بنظر عمیق تجزیہ کیا جائے تو ہمیں یہ پتہ چلے گا کہ اس میں بے شمار طویل، درمیان اور قدرے مختصر تحریریں خود صاحب کتاب مولانا اللہ وسایا کے رواں قلم سے ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں۔ انہوں نے اغلباً انہیں اس وقت قلم بند کیا جب وہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ اس لئے یہ ہر شخصیت کے بارے میں مجموعی تاثر لئے ہوئے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت کے لئے ان کی جدوجہد ایک جزو کے طور پر ان تحریروں کا حصہ ہے۔

۲...... کئی ایک شخصیات کے بارے میں تحریریں کچھ دیگر حضرات کی ہیں، ان کا ایک جائزہ جناب محمد اورنگ زیب اعوان نے پہلی جلد میں کتاب پر اپنے تبصرے کے دوران پیش کیا ہے۔

۳...... کئی ایک تحریریں اور بیانات اخبارات ورسائل سے منقول ہیں۔ جنہیں حوالہ جات کے ساتھ کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔

۴...... بعض تحریریں متعلقہ شخصیات کی خودنوشت ہیں جنہیں بعینہٖ کتاب کا حصہ بنادیا گیا ہے۔

۵...... کئی ایک شخصیات ایسی ہیں جنہیں ختم نبوت کے تحفظ یا ردقادیانیت کے بارے میں ان کی تحریر، تقریر، بیان یا فتویٰ کے باعث اس کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ ایسی شخصیات کا تعارف بسا اوقات ایک دو سطروں سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔

۶...... قومی اسمبلی کے کئی ایک اراکین یا منصب داروں کا تعارف عمومی طور پر بہت اختصار کے ساتھ کروایا گیا ہے۔ جب کہ ان کا وہ خطاب جو انہوں نے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلے کے حوالے سے کیا، اسے بالتفصیل من وعن اسمبلی کے روداد سے نقل کیا گیا ہے۔

۷...... کتاب میں بے شمار شخصیات ایسی ہیں جن کا تذکرہ بہت ہی مختصر کیا گیا ہے، بسا اوقات ایک یا دو سطروں میں۔

۸...... کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری صرف ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت کے لئے کام کرنے والی ہستیوں سے ہی متعارف نہیں ہوتا، وہ مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ قادیانیت کے ناسور کو بخوبی سمجھ جاتا ہے۔ وہ تحفظ ختم نبوت کے لئے چلائی گئی تحریکوں اور ان میں دی گئی قربانیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب موضوع سے متعلقہ پوری تاریخ کو قاری کے سامنے لے آتی ہے۔

۹...... کتاب میں جہاں بے شمار جلیل القدر علماء وافاضل کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ موجود ہے وہاں کارکنان ختم نبوت کے تذکرے بھی نذر قارئین کر دیئے گئے ہیں۔

۱۰...... علمی و تصنیفی کام بھی چونکہ شخصیات کے تعارف کا حصہ ہے، اس لئے قاری تحفظ ختم نبوت اور ردقادیانیت کے لئے بروئے کار لائی گئی تصنیفی کاوشوں کا بھی بھرپور ادراک کر لیتا ہے۔

اس عظیم کتاب کے مآخذ ومراجع کے علاوہ اس کی تحریروں کے لکھاری بھی کئی ایک ہیں، اس لئے انداز تحریر میں تنوع پایا جاتا ہے۔ جس کا احساس دوران مطالعہ ذہن میں اجاگر رہتا ہے۔ بہرحال چونکہ طویل تحریریں بالعموم صاحب کتاب کی اپنی ہی ہیں، اس لئے ان کا رنگ غالب ہی ہے۔

دوران مطالعہ اس حقیقت سے بھی سامنا کرنا پڑتا ہے کہ کئی ایک اہم شخصیات اور ان کی خدمات کے تذکرے کو بہت ہی مختصر اور محدود کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ شخصیت اور کارکردگی کے حوالے سے ان کے تذکرے کو وسعت آشنا ہونا چاہئے تھا۔

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ یہ کتاب تحفظ ختم نبوت اور ردقادیانیت کے لئے کام کرنے والوں کے ایسے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے جسے مستقبل کے محققین بنیاد بنا کر اس میں مزید اضافے کر سکتے ہیں۔ صاحب کتاب محترم مولانا اللہ وسایا نے اس کی تدوین اور اشاعت کر کے ہزارہا لوگوں کی جلیل القدر خدمات کو تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازیں، اسے عمومی پذیرائی نصیب فرمائیں اور اسے ان کے لئے توشہ آخرت بنا دیں۔ آمین!

کتاب نہایت عمدہ جلد بندی کے ساتھ نذر قارئین کی گئی ہے۔ اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر اہتمام بڑی عمدگی کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کیا گیا ہے۔ (کتاب کا مکمل سیٹ بمع ڈاک خرچ صرف دو ہزار روپے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان سے منگوایا جا سکتا ہے: محمد وسیم اسلم) (ماہنامہ المنبر رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ ص ۶۳ تا ۸۰)

آہ! حضرت مولانا قاری عبدالملک صاحب مرحوم

مولانا اللہ وسایا

جامعہ دارالعلوم کراچی شعبہ تجوید کے صدر حضرت مولانا قاری عبدالملکؒ ۱۱؍جمادی الاوّل ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۶؍نومبر ۲۰۲۳ء کو طویل علالت کے بعد حق تعالیٰ کے حضور چل دیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کے والد گرامی کا نام شہزادہ تھا۔ ان کے ہاں ۱۹۵۱ء میں ڈھوک بردہ (لوسر شرفو) نزد واہ کینٹ راولپنڈی میں آپ پیدا ہوئے۔ پیدائشی طور پر آپ کی نظر کمزور تھی۔ آپ نے اپنے علاقہ میں حفظ کیا۔ پھر اشرف العلوم گوجرانوالہ میں تجوید کا کورس اور درس نظامی پڑھا، دورہ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی سے کیا۔ آپ کا نام ماں باپ نے ملک خان رکھا تھا۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری نے آپ کا نام تبدیل کر کے عبدالملک کر دیا۔ فراغت کے بعد اپنے مادر علمی دارالعلوم کراچی میں اپنے اساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا سبحان محمود، مولانا عاشق الٰہی بلند شہری کی سرپرستی میں شعبہ تجوید میں پڑھانا شروع کیا۔ درمیان میں چار پانچ سال اٹک اور لاہور میں بھی پڑھایا۔ پھر دوبارہ دارالعلوم میں تشریف لائے تو تادم واپسی یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

آپ نامور قاری تھے، انتہائی، ذہین اور قوی حافظہ تھا، آپ کی ذاتی لائبریری بڑی وقیع عظیم وضخیم تھی۔ کتابوں کو جمع کرنے اور سننے کا عمدہ ذوق تھا۔ آپ ایک متبحر عالم، اچھے خطیب اور نامور قاری تھے۔ عرصہ تک ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت فرماتے اور تلاوت ونعت سے لوگوں کا دل موہ لیتے رہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے دل وجان سے بہی خواہ تھے۔ کورنگی سے جب کراچی سنٹرل تشریف لاتے تو دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ضرور حاضری دیتے۔ دیکھئے میری بے خبری وبھول پن کہ اتنے عرصہ تک ان کی وفات کا علم ہی نہیں ہوا۔ یا یہ کہ سن کر بھول گیا۔

ابھی مارچ ۲۰۲۴ء کے البلاغ میں ان پر تعزیتی مضمون پڑھا تو دل پسیج گیا۔ وہ فقیر کے بہت ہی شفیق اور مہربان دوست تھے۔ کراچی دارالعلوم ان کی رہائش گاہ پر بھی حاضری رہی۔ برطانیہ، سعودی عرب کے اسفار بھی ان کے ہمراہ ہوئے۔ بہت ہی محبت بھری یادیں ان سے وابستہ ہیں، وہ عقیدہ ختم نبوت کے مبلغ ومنّاد تھے۔ حق تعالیٰ ان کی تربت کو اپنی رحمتوں سے سدا شرابور رکھیں۔ آمین!

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ...... حیات وخدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بھاری بھرکم جسم، سر پر زرد رنگ کا رومال، ہاتھ میں کھونٹی، علم وفضل کا بحر بیکراں، قادیانیت پر انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف)، اکابر کی روایات کے امین، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دینے والے، استاذ المناظرین حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، جنہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ جب کہ وسطانی درجات (مولانا محمد علی جالندھریؒ کے قائم کردہ) جامعہ محمدیہ، مسجد سراجاں ملتان میں پڑھے۔ قیام پاکستان کے بعد جب خیر العلماء مولانا خیر محمد جالندھریؒ ملتان تشریف لائے اور جامعہ خیر المدارس کے نام سے جامعہ کا آغاز کیا تو مولانا جالندھریؒ نے اپنے مدرسہ جامعہ محمدیہ کے تمام اثاثے، لائبریری، اساتذہ کرام، طلبہ جامعہ خیر المدارس کے سپرد کردیئے، مولانا عبدالرحیم اشعر بھی خیر المدارس میں داخل ہوگئے۔ آپ کے ساتھیوں میں جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صدر المدرسین جامعہ خیر المدارس جیسی جبال العلم شخصیات شامل ہیں۔

مولانا تحصیل علم کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوگئے اور مبلغین کی پہلی ٹیم جنہوں نے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے تربیت حاصل کی، ان میں مولانا اشعرؒ سرفہرست ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی پہلی تحریک کے وقت آپ فیصل آباد میں مبلغ تھے، مولانا حکیم عبدالمجید نابیناؒ اور مولانا تاج محمودؒ کے ساتھ مل کر آپ نے تحریک کے الاؤ کو گرم رکھا۔ مولانا قاری عبدالحیٔ عابد (لاہور) کہتے ہیں کہ میں ان دنوں فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا میری آواز بہت اچھی تھی، ڈالے پر مولانا کے ساتھ مختلف دیہاتوں میں نکل جاتے، میں نعت پڑھتا اور مولانا اشعر تقریر فرماتے اور یوں تحریک کے لئے ورکر جمع کرتے اور ہمارے واپس آنے سے پہلے رضا کار فیصل آباد پہنچ چکے ہوتے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ مطالعہ کے بہت شوقین تھے، غربت وتنگدستی کے باوجود جب بھی کوئی نئی کتاب چھپتی تو مولانا اس کے دو نسخے خرید لیتے ایک نسخہ مجلس کی لائبریری کے لئے اور ایک نسخہ ذاتی، یوں تو مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام، قیام پاکستان کے ساتھ ہی عمل میں آگیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل میں دیگر جماعتوں کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام بھی شامل تھا۔ لیکن باضابطہ انتخاب ۱۳؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ایک اجلاس میں ہوا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔

اس اجلاس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی شامل تھے۔آپ وقتاً فوقتاً مجلس کے نائب امیر، ناظم اعلیٰ اورناظم تبلیغ کے عہدوں پر فائز رہے۔

آپ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملک بھرمیں قریہ قریہ، بستی بستی، شہرشہر پھرے اور قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ملک کا کوئی قابل ذکر جامعہ ایسا نہیں جس میں مولانا اشعرؒ نے سالانہ جلسوں سے خطاب نہ فرمایا ہواور اساتذہ وطلبہ کو لیکچر نہ دیئے ہوں۔اس صحرانوردی میں سالہا سال گزاردیئے۔اس جرم بے جرمی کی پاداش میں جیلوں میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو زیور سمجھ کر پہنا،عسرویسر کے ساتھ زندگی گزاری لیکن جھکنے اور بکنے سے محفوظ رہے۔اس دور کے حالات کا جب تصور کیا جاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔سات سال کراچی میں رہے۔اس دوران شیخ الاسلام، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے استفادہ کا خوب موقع ملا۔ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہر اتوار کو شیخ بنوریؒ کے درس میں شریک ہوتے،اس دوران اگر شیخ کی نظر پڑجاتی تو شیخ کی طبیعت خوب کھلتی اور بعض اوقات سارا درس ہی ختم نبوت کے عنوان پر ہوجاتا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے دورامارت میں مرکزی مبلغ رہے۔جب مولانا محمد علی جالندھریؒ مجلس کے امیر بنائے گئے تو مولانا جالندھریؒ نے آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر کردیا۔غرضیکہ مولانا مرحوم تازیست مجلس کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے والہانہ کردار ادا کیا۔قادیانیوں کے محضرنامہ کے جواب میں مجلس عمل کی طرف سے ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ نامی کتاب اسمبلی میں حرفاً حرفاً پڑھ کر سنائی گئی۔اس کتاب کے ترتیب اور حوالہ جات کی تلاش میں آپ کا بنیادی کردار رہا۔اپنے خداداد حافظہ اور بے نظیر مطالعہ کی وجہ سے جب بھی کسی حوالہ کی ضرورت پڑتی تو مولانا فوراً کتاب اور صفحہ نکال کر بتلادیتے۔محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات کے بعد جب شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مجلس کے امیر منتخب ہوئے تو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو ناظم تبلیغ اور بعدازاں نائب امیر مقرر فرمایا۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی مولاناؒ نے بھرپور کردار ادا کیا۔تحریک کے نتیجہ میں صدرمملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے ’’امتناع قادیانیت آرڈی نینس‘‘ نافذ کیا۔قادیانی اس کے خلاف ’’فیڈرل شریعت کورٹ‘‘ میں گئے تو آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کیس کی پیروی کرنے والے حضرات میں سرفہرست رہے۔ایک ماہ تک لاہور میں قیام فرمایا اور وکلاء کو تیاری کراتے رہے۔تا آنکہ وفاقی شرعی

عدالت نے قادیانیوں کی رٹ پٹیشن کو خارج کردیا اور امتناع قادیانیت آرڈی ننس کو برقرار رکھا۔ کچھ عرصہ قبل شوگر اور بڑھاپے کی وجہ سے سفر موقوف ہوگئے تو آپ دفتر مرکزیہ ملتان میں بیٹھ کر مبلغین کو تیاری کراتے رہے اور تبلیغی وانتظامی معاملات میں رہنمائی فرماتے رہے۔

بیرون ملک اسفار

جب حضرت بنوریؒ مجلس کے امیر منتخب ہوئے تو انڈونیشیا سے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی اطلاعات ملیں، اس وقت مجلس نے مولانا اشعرؒ اور مولانا اللہ وسایا کو وہاں بھیجا۔ ان حضرات نے وہاں کے علماء کرام کو خوب تیاری کرائی۔ اسی سفر میں یہ حضرات ملایا اور سنگاپور بھی گئے۔ کیپ ٹاؤن میں قادیانیوں کی طرف سے کیس عدالت میں دائر کیا گیا تو رابطہ عالم اسلامی اور حکومت پاکستان کے تعاون سے جانے والے وفد میں مولانا اشعر بھی شامل تھے اور وہاں آپ نے ملت اسلامیہ کی نمائندگی کا حق ادا کردیا۔

غرضیکہ آپ نے بڑی بھرپور زندگی گزاری اور قادیانیت کے تعاقب میں اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کردیں۔ مولانا نے ۲۲ رمئی ۲۰۰۳ء کو دن کے ایک بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور عصر کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ جس کی امامت کے فرائض آپ کے زمانہ تعلیم کے ساتھی شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق جامعہ خیرالمدارس نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی خازن مولانا اللہ وسایا، مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، جامعہ کے اساتذہ کرام، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم مولانا زبیر احمد صدیقی سمیت متعدد علماء کرام اور سینکڑوں اہلیان علاقہ نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ علاقائی قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

رحیم یارخان میں تین قادیانیوں کا قبول اسلام

۱۸ مارچ ۲۰۲۴ء بروز پیر، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان شہر میں حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی راہنما عالمی مجلس کے ہاتھ پر تین قادیانی کوٹ سما بہ چک ۸۳ سے مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ اس موقع پر مفتی محمد سلطان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یارخان اور جناب مقصود احمد بھی موجود تھے۔ نومسلمین میں (۱) محمد بوٹا بن عاشق علی مرحوم قوم جٹ (۲) ثنا علی بنت محمد علی (۳) سعدیہ بنت محمد بوٹا شامل ہیں۔ مسلمان ہونے والوں کے لئے استقامت کی دعا کی گئی کہ اللہ کریم تادم زیست انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول

غلام الثقلین، ایڈیٹر اخبار عصر جدید

اخبار عصر جدید ۱۹۰۴ء

جس میں قابل مضمون نویس نے نہایت عمدگی سے یہ دکھایا ہے کہ نبوت وتقدس کی جوشان ہے، اس کے مطابق مرزا قادیانی کی باتیں ہرگز نہیں تھیں اور مسلمانوں کو ان کی ذات سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس لئے وہ مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مونگیر اور بھاگلپور کے مرزائی، علمائے حقانی کے تو دشمن ہو گئے ہیں اور جواب سے عاجز آ کر گالیاں دینی شروع کر دی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارے مذہب مقدس اسلام میں دوسروں کی خیرخواہی ایک بہت بڑا اسلامی فرض ہے۔ اس لئے ہمیں کسی وقت اس کو چھوڑنا نہ چاہئے اور جس وقت جو طریقہ مناسب ہو اسی طریقہ سے خیرخواہی کرنی چاہئے۔ اس وقت ایک نہایت عمدہ مضمون جو نہایت تہذیب سے لکھا گیا ہے اور مسیح قادیانی کی حالت کو عمدگی سے ظاہر کیا ہے اور اس کے لکھنے والے مشہور علماء سے نہیں ہیں بلکہ ایک اخبار کے ایڈیٹر اور قوم کے سچے خیرخواہ ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اس لئے وہ دردمندی سے سمجھانے کے لئے لکھتے ہیں۔

ہم کو نئے انبیاء سے کوئی بغض نہیں

مرزا قادیانی اور ان کے حواری اور واعظ اور اخبار نویس اس بات کو دہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے۔ اس لئے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی اور مرسل یزدانی کی ضرورت ہے۔ اس دعویٰ کے پہلے حصہ سے ہم کو پورا اتفاق ہے اور جس شخص نے ہمارے گروہ کے رسالے اور لیکچر اور کتابیں ملاحظہ کی ہوں گی اس کو قبول کرنا ہوگا کہ اس قومی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرنے میں ہم ایک قدم پیچھے نہیں رہنا چاہتے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہم کو ملے تو ہم بے تأمل ایک ہادی اور ایک رسول کو لینے کے لئے آمادہ ہیں۔ خواہ وہ ہادی مستقل رسول ہو یا کسی رسول کا اوتار یا بروز۔ خواہ اپنے الہامات سے اصلاح عالم کرے یا بابیوں اور دوسرے فرقوں کے انتخابات کو اپنی طرف سے شائع کرے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حق رسول مل جائے تو ہم اس کے سامنے اپنی پرانی احادیث اور روایات کو بھول جانے پر آمادہ ہیں۔ ہم پیغمبر اسلام ﷺ کی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اس کی تاویل پر آمادہ ہو جائیں گے۔ جہاں آپ ﷺ نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت علی رضی اللہ عنہ ابن

ابی طالب سے فرمایا تھا:''قال علیہ السلام لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی'' (مشکوٰۃ ص۵۶۳، باب مناقب علی بن ابی طالب)

اے علی رضی اللہ عنہ! تو میرے ساتھ میں ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام نبی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس سے بھی زیادہ ہم قرآن شریف کی اس آیت کے معنی وہی لے لیں گے جو مرزا قادیانی لیتے ہیں کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ پہلے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ نبیوں کے مہر کے بھی معنی سہی اور یہ بھی سہی کہ مہر آخر میں نہیں ہوتی بلکہ مہر کے بعد عبارت ہوتی ہے۔ مگر قرآن وحدیث کے ان معنوں سے جو تیرہ سو برس سے مسلم ہیں اور اجماع امت محمدی کے چھوڑتے وقت کم ازکم یہ ضرور کہیں گے کہ ہم کو دین ودنیا کے فائدہ کی کوئی ایسی چیز ضرور دو جس کی وجہ سے ہم اپنا یقین واعتقاد قربان کر ڈالیں۔

ہدایت ہر جگہ سے لینے پر آمادہ ہیں

ہاں! ہم بیمار ہیں، کمزور ہیں۔ ہم کو شفاء چاہئے اور ہم کو طاقت کی حاجت ہے۔ ہم نے کوئی عہد نہیں کیا کہ انگریزی طب یا یونانی طب یا ویدک ہی ہم کو اچھا کرے تو اچھے ہوں گے۔ اگر بیچم صاحب یہ ثابت کر دیں کہ ان کی گولیاں طاعون اور زلزلہ اور قحط کو دفع کر دیں گی تو ہم آج طب اور ڈاکٹری اور طبقات الارض اور پولیٹیکل اکانومی کی تمام کتابوں کو دریا میں ڈبو کر بیچم صاحب کی اور علماء اور اطباء پر خدا کی مار پکارنے پر آمادہ ہیں۔ کیونکہ ہم نے اوّل ہی یہ بیان کیا ہے کہ ہم تعصب کے راستہ سے حق تک پہنچنے کو محال سمجھتے ہیں۔

دلائل نبوت

وفات مسیح: اوّل ہم مرزا قادیانی کی نبوت کے دلائل پر غور کرتے ہیں۔ پہلی دلیل اور نہایت زبردست شہادت ان کی یہ ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پا گئے۔ اس لئے میں غلام احمد مسیح موعود ہو سکتا ہوں۔ ہم ان دونوں دعوؤں کو بہت آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ آپ بے شک مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کروڑ پتی یا ممبر پارلیمنٹ یا شہنشاہ جرمن ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ ایسے ہیں بھی؟ جو چیز محال نہیں وہ ممکن ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک امتی مسلم کا مسیح ہونا ممکن ہے۔ مگر اس کی صفات اور آیات دیکھنی چاہئیں۔ سر سید احمد خان بے شک نپولین بوناپارٹ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ نپولین مر چکا تھا اور مسلمانوں کو ایک زبردست جرنیل کی ضرورت تھی۔ مگر کیا سید احمد خان نپولین تھے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب تک اپنی کوئی خصوصیت ظاہر نہ ہو مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کسی اور مؤلف یا مصنف کا۔

معجزات: ہر مذہب کے پیرو عام طور پر حقانیت ہادی کی دلیل معجزات اور آیات کو سمجھتے ہیں۔

معجزات کی نسبت مرزا قادیانی کا عقیدہ سرسید کے عقیدے کے موافق ہے اور ناچیز ایڈیٹر عصر جدید کے نزدیک محض غلط ہے۔ ہر معجزے یا خرق عادت کو محال سمجھنا، اوّل درجہ کی ناواقفیت حقائق الٰہیات سے ثابت کرتا ہے۔ میں اگر چاہوں تو ایک کام ایسا کر سکتا ہوں جو میں نے برس دن سے نہیں کیا تھا۔ میرا قلم اگر چاہے تو وہ مجھ سے ایسا کام نہیں کرا سکتا۔ خدا تعالیٰ اگر چاہے تو وہ بموجب اپنی مصلحت یا بموجب قوانین کے جو خاص اس کے علم میں ہیں ایسے حالات پیدا کر سکتا ہے جو ظاہر میں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیں۔ مگر انسان خدا کو مجبور کر کے اس سے معجزہ نہیں دیکھ سکتا۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں۔ ''**قل انما الایات عند اللّٰہ** (انعام:۱۰۹)'' کہہ دے کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں۔ یعنی ان کا اظہار خدا کی رائے کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ بندہ کی خواہش کے موافق۔ نبی کا کام دنیا کو نیک راہ بتانا ہے اور بس۔ البتہ خدا تعالیٰ خود اس کی تائید مناسب مواقع پر معجزات سے کرتا ہے۔ دوسرے ہمارا علم قوانین قدرت کا اس قدر محدود ہے جیسے ایک مچھر کا علم بمقابل افلاطون کے قلیل ہے۔ جس طرح مچھر کو حق نہیں کہ افلاطون کی باتوں کا انکار اپنے علم کے گھمنڈ پر کرے اس طرح ہم کو انکار معجزات کا حق نہیں۔ ''**ولا یحیطون بشئ من علمه الا بما شاء** (البقرہ:۲۵۵)'' بندے اس کے علم میں سے ذرا سی چیز کا احاطہ بھی نہیں کئے ہوئے ہیں۔ مگر جتنا اس نے بتا دیا ہے۔

یہ بات نہایت کھلی ہوئی ہے اور اس لئے سرسید اور مرزا قادیانی سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی سید تو کل انبیاء کے معجزات کی تاویل کرتے تھے۔ مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے احیاء موتی کو تو شعبدہ اور بیماروں کے اچھا کرنے کو مسمریزم کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۲۸ تا ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶ تا ۲۵۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ کو جس کا ذکر پرندوں کے زندہ کرنے کا قرآن میں ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ پرندے زندہ نہیں ہوئے تھے۔ صرف پرندوں کو پرچایا گیا تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۷۵۲، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶)

مگر اپنے لئے بڑے بڑے معجزات کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک پسر مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی ان کے اخبار نے بشہادت ان کی زوجہ کے شائع کیا ہے۔ اگر مرزا قادیانی ایسے معجزات دکھا سکتے تو دوسرے انبیاء کے لئے کیوں منکر ہوئے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قوت معجزہ نہیں ہے اور انہوں نے یا ان کے تنخواہ یاب قصیدہ خوانوں نے۔ لو مردہ زندہ ہو گیا کا دعویٰ غلط طور پر گھڑا ہے۔

پیشین گوئیاں: پیشین گوئیاں بھی جب کہ صاف اور بلاشرائط کے ہوں اور ان مہمل اور مجمل الفاظ سے بری ہوں جن سے کہانت کا شبہ ہو ایک قسم کا معجزہ ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میری کئی ہزار پیشین گوئیاں سچی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص صبح سے شام تک دس حکم سوچ کر بلا علم غیب کے لگا دے گا ان میں سے چار ضرور صحیح ہو جائیں گے۔ مگر یہ امر حیرت انگیز ہے کہ جس قدر معرکہ کی پیشین گوئیاں بطور تحدی

کے مرزا قادیانی نے کی ہیں سب کی سب (سوائے ایک پیشین گوئی کے جس کے حالات شک سے خالی نہیں اور جو انسان کے ہاتھ سے پوری ہوئی) اس قدر صریح غلط نکلیں کہ تاویل ان کو معنی پہناتے پہناتے شرمانے لگی۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کو وہ وتیرہ اختیار کرنا پڑا جو حد درجہ خطرناک ہے اور جس کی وجہ سے ہم کو خاص طور پر ان کے اوپر شبہ کرنا پڑا۔ اس شبہ کا اظہار اس قدر وضاحت کے ساتھ ہم نے اس غرض سے نہیں کیا کہ مرزا قادیانی یا ان کے حواریوں اور داعیوں کی وہ جماعت جو مشاہرہ یاب ہے متنبہ ہوں گے۔ ان لوگوں سے ہم کو نہ کچھ امید ہے اور نہ ہمدردی ہے۔ البتہ مسلمانوں کا وہ خاصا بڑا گروہ جو جال میں پھنس گیا ہے اور جس کو یہ تنخواہ یاب یا جاہ طلب گروہ یہ کہہ کر لوٹتا ہے کہ زندہ اسلام کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں چلو۔ ان سے ہم کو ہمدردی ہے۔ اس وجہ سے ہم یہ مضمون لکھتے ہیں۔ اگر ہم ایک منٹ کے لئے بھی سمجھتے کہ مرزا قادیانی کی تحریک مذہبی ہے تو کبھی اس بحث میں نہ پڑتے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارخانہ محض دنیاداری کا ہے۔ اس لئے بغرض اصلاح معاش مسلمین متنبہ کرنا ضرور ہوا۔ مذہبی معاملہ میں ہم کو دخل دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ معتقدات کا فیصلہ قادر مطلق اپنی بارگاہ میں کرے گا۔

منہاج نبوت: مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوت کے معارج تک نہیں چڑھ سکتے تو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گستاخیاں کیں اور ان کی اور ان کے رشید شاگرد سیالکوٹی کی بے ادبیاں اس نبی معصوم کی نسبت اب تک جاری ہیں۔ شاہ ولایت، علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی ہجو، ان کے ایک منہ پھٹ اور بے تمیز حواری نے شائع کی۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت اور منزلت کو اپنے سے بہت کمتر بتایا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک کرشتان (عبداللہ آتھم) کی بابت حتمی اور مؤقت موت کی پیشین گوئی کے غلط ہو جانے پر سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مثل اپنے خاطی، اور غلط فہم ظاہر کیا۔ جس سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شک واقع ہوتا ہے۔ (معاذاللہ)

سب مسلمان قرآن مجید کو کلام الٰہی کہتے ہیں۔ قرآن میں جس خواب کو پیغمبر علیہ السلام نے دیکھا اس کی صریح تصدیق آئی ہے۔ ’’لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا (الفتح:۲۷)‘‘ مرزا قادیانی اور ان کے حواری حکیم نورالدین قادیانی نے اپنی تاویل سے تصدیق الٰہی کو غلط قرار دیا یا قرآن شریف کو انسانی گھڑت قرار دیا یا انہوں نے نبی کو جس کی اطاعت مثل اطاعت خدا ہے کج فہم قرار دیا کہ وہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے تھے۔ غرض انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر فتح مکہ کو جو بالکل راست تھی مرزا قادیانی کی موت آتھم کے برابر کر دیا جو صراحتاً غلط تھی۔ (معاذاللہ)

جاری ہے!!

قادیانیوں کی قانونی حیثیت

قسط نمبر:10 جناب رفیق گوریجہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اگر ایسا وقت کبھی آئے تو ہر مسلمان حبیب بن زید بننا پسند کرے گا، اور کبھی بھی مرزا قادیانی کے پیروکاروں اور اُس کے دیگر ہم خیالوں کو اپنی صفوں میں شمار کرنے اور گھسنے نہیں دے گا۔ خود اندازہ لگایئے اور دیکھئے کہ کیا مرزا قادیانی نے اپنی تمام تر زندگی میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کی سی روش اختیار کی؟ سچ تو یہ ہے کہ اس کی ساری زندگی انبیاء کے طرزِ عمل کے منافی گزری، اس کے طرزِ زندگی، رہن، سہن، نشست و برخواست میں انبیاء سابقہ والی کوئی جھلک تک نہیں ملتی۔ مندرجہ ذیل حقائق پر غور کیجئے!

۱...... سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ کسی بھی نبی نے کبھی کسی مدرسے یا اُستاد سے تعلیم حاصل نہیں کی۔

۲...... کسی بھی نبی نے کوئی سرکاری نوکری یا غیر مسلم سرکار سے کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہیں لی۔

۳...... کسی بھی نبی کا نام اس انداز کا نہیں رکھا گیا اور ان کے ناموں میں کسی کی غلامی کا اظہار نہیں کیا گیا اور ان کے ناموں میں Originality ہوتی تھی۔

۴...... سابقہ انبیاء اور سابقہ ادوار کے برگزیدہ لوگوں کے لئے مرزا قادیانی نے جو لب ولہجہ اختیار کیا/ اور جو زبان استعمال کی، وہ انتہائی لغو، یاوہ گوئی، بدتہذیبی اور بداخلاقی کا شاہکار تھی، جو کہ انبیاء کے مزاج و منصب کے قطعی منافی ہے۔

۵...... انبیاء کرام علیہم السلام جو کہتے تھے وہ پورا ہو کر رہتا تھا اور وہ اپنے دور کے سب سے بہتر اِنسان، صادق اور امین ہوتے تھے، مگر موجودہ صورتِ حال قطعی مختلف ہے۔

۶...... انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے تھے اور وحی کے ذریعے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی اور ہدایات دی جاتی تھیں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنے دوستوں، ساتھیوں سے مل کر ان سے مشورہ کر کے حالات کو موزوں دیکھ کر خود کو نبی قرار دے دیا ہو۔ مرزا قادیانی اپنے ساتھی اور شریک کار نور الدین بھیروی کا دست نگر تھا اور اس کے مشورے سے ہی اپنی حیثیت کا تعین کر کے اعلان کرتا تھا۔ کیا کبھی کسی نبیٔ برحق نے ایسا طریقہ اختیار کیا؟ ایسی کوئی شہادت نہیں۔

اس کے پیروکاروں کا ایک گروہ جو کہ اس کے (غلام احمد کے) عقائد پر من وعن یقین بھی رکھتا ہے اور ساتھ ہی وضاحت کرتا ہے کہ وہ اسے مجدد سے زیادہ حیثیت کا حامل نہیں سمجھتے۔

ان کی یہ وضاحت قطعی بے معنی ہے اوران کے لئے کسی بہتری کا باعث نہیں، کیونکہ خود مرزا قادیانی اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت پر ڈٹا رہا اور مرتے دم تک اس عقیدہ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی اس سے انکار نہیں کیا، اوراسی عقیدہ کے ساتھ وہ فوت ہوگیا۔ اس طرح سے مرزا قادیانی ہمیشہ کے لئے مرتد اور کافر ہوگیا، اوراس کا کوئی پیروکار اس کو کوئی مختلف درجہ یا رتبہ دے کرکسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور یوں مرزا قادیانی ہمیشہ کے لئے بدستور مرتد اور کافر ہی رہے گا۔ ایسا شخص، جواس کی تکذیب نہیں کرتا اوراس کواس کی، بیان کردہ حیثیت میں جس کا وہ دعویدار تھا، اس کا انکار نہیں کرتا، تو ایسا شخص بھی کافر، زندیق، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ان کے پیروکاروں کا یہ مؤقف کہ اپنی زندگی کے پہلے ادوار میں۔ اس نے یہ مؤقف اختیار نہیں کیا تھا اوراس وقت اس کا مؤقف صوفیانہ طرز اور سوچ سے ہم آہنگ تھا۔ اوراس کا عمل مناظرانہ تھا۔ اگر ایسا ہو بھی تو، اس سے اس کے کفر اور ارتداد میں کیسے کمی ہوسکتی ہے اوراس کے نتائج سے وہ کیسے بری الذمہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسلامی نکتہ نظر سے یہ رویہ زیادہ تباہ کن اور قطعی طور پر ناقابل قبول ہے کیونکہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے وہ جھوٹی نبوت کا اعلان کرتا ہے اور اپنی آخری سانس تک اس پر اصرار کرتا ہے اوراس تمام عرصے میں وہ اپنے ناجائز، غلط، خودساختہ اور بے بنیاد مذہب پر قائم رہتا ہے تو اس کے کافر ومرتد ہونے، اوراسی بناء پراس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت، حیثیت اوراثرات

میری نگاہ میں مرزا قادیانی کا محض یہی دعویٰ کہ وہ نبی ہے، اس کی اوراس کے پیروکاروں کی مذہبی حیثیت جانچنے کے لئے کافی ہے۔ اس سے پہلے اس کے عقائد کیا تھے اوراس کا طرزِ زندگی کیسا تھا، قطعی طور پر بے معنی اور کسی تاثر کا باعث نہیں، مرزا قادیانی کے غلط، بے سروپا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے کے بعد، اس کی زندگی کے باقی کے تمام معاملات ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور صرف یہی ایک اعلان جو کہ صریحاً قرآن اور احادیث کے منافی ہیں، اس کے اوراس کے پیروکاروں کی مذہبی حیثیت اور مرتبہ جانچنے (طے) کرنے کے لئے کافی ہے، اور کوئی بھی توضیح، ماسوائے اعلانِ برأت اور پھر سے اسلام قبول کرنے کے علاوہ، کسی اور اَمر میں نہیں، لیکن اب تو وہ موقع بھی باقی نہیں رہا۔ حالت کفر میں فوت ہونے کے بعد غلام احمد اس قابل بھی نہیں کہ وہ قرآن وحدیث کے مطابق توبہ کرکے دوبارہ دین اسلام میں داخل ہوسکے۔ وہ جو بھی تھا اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اب قیامت تک اس کی وہی حالت/ کیفیت شمار ہوگی جو دم آخریں اس کا عقیدہ تھا۔

بہر حال اس دنیا میں اگر کوئی چاہے بھی تو کوئی اس کا کسی طرح سے مداوا نہیں کرسکتا، چونکہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت جھوٹا اور قطعی غلط تھا اس بناء پر وہ دائرہ اسلام سے خارج۔ کافر اور مرتد تھا۔ عام لوگوں کے لئے، جن کی تعلیم اور معلومات واجبی سی ہیں، مزید تحقیق و جستجو نہایت احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ ایسی صورت حال اگر کبھی در پیش ہو تو، بہتر ہے کہ کسی جید عالم دین سے رابطہ کیا جائے۔ اس ضمن میں امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت (امام ابوحنیفہ) رحمہ اللہ کا یہ قول پیشِ نظر رہے کہ ایسے شخص سے نبوت کا ثبوت مانگنا بھی کفر ہے۔

قادیانیوں کی خودساختہ محرومیاں

موجودہ حالات میں اگر دیکھا جائے تو ماسوائے اس کے کہ انہیں آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے تمام گروہ متفقہ طور پر انہیں کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں جو کہ مسلمانوں کے دینی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ وہ کون سے ایسے حقوق ہیں جو قادیانیوں کو حاصل نہیں ۔تمام شعبہ ہائے زندگی میں انہیں اپنی حیثیت سے زیادہ نمائندگی حاصل ہے۔ جائیداد کی خرید و فروخت، ہر قسم کا کاروبار کرنے، ملازمتوں میں اہم ترین مناصب پر تقرری و تعیناتی، مختلف ایسوسی ایشنز ہائے میں حسب قانون وضوابط نمائندگی، اور آزادیٔ رائے اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ اور خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس اوران کے احکامات کی پائمالی اور خلاف ورزی نہ ہو، دین اسلام، ملکی سلامتی، مسلمانوں کے دینی شعائر، ملکی اقدار اور مروجہ قوانین کے منافی اور متصادم نہ ہو، پر کوئی قدغن نہیں۔

اگر بالغ نظری سے دیکھا جائے تو ملکی سلامتی اور تحفظ اسلام ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، بالخصوص اس لئے کہ آئین نے اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دیا ہے اور اس کی پارلیمنٹ کو منع کیا گیا ہے اور بالوضاحت کہا گیا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے منافی، مخالفانہ اور متصادم قانون سازی نہیں کرسکتی اِس لئے قادیانیوں کو بحیثیت اقلیت اس سے مخالفانہ روش اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ ملک، جو دین کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، اس دین ''اسلام'' کے خالق ''اللہ تعالیٰ'' اور اس کے نافذ کرنے والے ''رسول اللہ'' ہیں اور ان کی ذاتِ اقدس سے بڑھ کر کوئی اور ہستی، گروہ اور ادارہ نہیں ہے، جو ان کے حکم کو بدل سکے۔

تمام تر سہولیات اور آسائشات حاصل ہونے کے باوجود، قادیانی پاکستان سے شاکی ہیں۔ کبھی اُنہوں نے نہیں سوچا کہ اُنہوں نے اور ان کی جماعت نے پاکستان کو سوائے ذہنی انتشار کے، اور کیا دیا ہے؟ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر مسلمان کے لئے علیحدہ وطن کے طور پر حاصل کیا گیا تھا، قادیانیوں کو اسلام کے نام کو غلط طور پر استعمال کر کے اس ملک کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی اجازت

نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی انہیں ماورائے آئین وقانون، دینی اقدار سے بالا، اور اس کے منافی سرگرمیوں، اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے انہیں کھلی چھوٹ دی جاسکتی ہے، کہ وہ دوسروں کے حقوق کو غصب کریں اور سادہ لوح مسلمانوں (اور دیگر مذاہب) کے افراد کو گمراہ کر کے، اپنے خودساختہ عقائد کو ان پر مسلط کریں۔ یہ بات بذات خود تشکیل پاکستان کے مقاصد کے منافی ہے۔

اختتام مضمون ہذا سے قبل قادیانیوں کی اپنی کتابوں سے ماخوذ چند حوالوں کو پڑھئے اور سوچئے کہ قادیانی خود اپنے آپ کو کیا سمجھتے، اور آپ کو کیا کہتے ہیں؟ لیجئے! خود ذرا اندازہ کیجئے، اور قادیانیوں کو ان کے اپنے قول وفعل پر پرکھئے، ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

ختم نبوت اور قادیانی

☆...... یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت (ﷺ) کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔''

(حقیقت النبوۃ، ص۲۲۸)

☆...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن، ج۱۸، ص۲۳۱)

غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے مختلف روپ

☆...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ، ص۱، خزائن ج۱۸، ص۲۰۸)

☆...... جب قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ کی قادیانی بعثت، جو مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی، بعینہ محمد رسول اللہ کی بعثت ہے تو مرزا قادیانی بروزی طور پر خاتم النبیّین بھی ہوا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ''وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ'' (الجمعہ:۳)

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ، ص۵، خزائن، ج۱۸، ص۲۱۲)

☆...... ''جب کہ میں (مرزا قادیانی) بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص۵، خزائن، ج۱۸، ص۲۱۲)

☆...... ’’مبارک ہیں وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘ (کشتی نوح، ص۵۶، خزائن، ج۱۹، ص۶۱)

☆...... ’’پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔‘‘

(کلمۃ الفصل ۱۵۸)

غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت نہ ماننے والوں کے بارہ میں قادیانیوں کا عقیدہ

☆...... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ اُنہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵)

☆...... ’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری (مرزا کی) دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۶۰۷، الہام، مارچ ۱۹۰۶ء)

غیراحمدیوں بالخصوص مسلمانوں کے بارہ میں قادیانیوں کے نظریات

☆...... ’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیراحمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت، مجموعہ تقاریر محمود، ص۲۵)

☆...... ’’ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے غیراحمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے سے روکا گیا۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ج۱۴، نمبر۴، ص۱۶۹، مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

☆ ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیراحمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۰، از مرزا بشیرالدین محمود)

☆...... غیراحمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیراحمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔

(انوار خلافت ص۹۳، الفضل مؤرخہ ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء، الفضل مؤرخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

جاری ہے!!

قادیانیوں سے چند سوالات

قسط نمبر:12   مولانا عتیق الرحمٰن سیف

۴۹..... مرزا قادیانی نے لکھا کہ ’’قرآن کی آیت‘‘ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا‘‘ میرے متعلق نازل ہوئی۔ (تذکرہ ص۲۹۲ طبع چہارم)

یعنی جس آیت کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، مرزا قادیانی کہتا ہے یہ مجھ پر اور میرے بارے میں نازل ہوئی۔ نعوذ باللہ! گویا لفظ رسول سے مراد میں ہوں اور میں رسول اللہ ہوں۔

دوسری جگہ کہا ’’سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰،۲۳۱ طبع قدیم)

اب قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ قرآن کی آیت جس کے متعلق مرزا کہتا ہے میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔ حالانکہ اصل میں وہ آیت حضرت محمد ﷺ پر اور ان کے رسول ہونے کے اعلان کے طور پر نازل ہوئی۔ مرزا نے اپنے متعلق کہہ کر گویا حقیقی رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد خود ہی مدعی نبوت کو کافر کہا ہے۔ تو کیا مرزا قادیانی اپنے اقرار سے کافر ہوا یا نہیں؟ اگر کوئی مرزائی کہے کہ مرزا قادیانی نے حقیقی رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہم اس کو حقیقی رسول نہیں مانتے تو پھر یہ بتایا جائے کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام خدا کی طرف سے ہو گا یا شیطان کی طرف سے جس میں مرزا قادیانی حقیقی رسول ہونے کا مدعی ہے؟

پھر مرزا قادیانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر کہتا ہے تو کیا آپ بھی مدعی نبوت کو کافر کہتے ہو؟ اگر آپ مرزائیوں کا جواب ہاں میں ہے تو سوال یہ ہے کہ مرزا نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اس دعویٰ کی وجہ سے مرزا قادیانی کافر ہوا یا نہیں؟

۵۰..... نبی کی شان یہ ہے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور جو نبی نہ ہو بلکہ شیطان کا پیروکار ہو وہ ہر بات پر جھوٹ بولنا ثواب سمجھتا ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی بھی ہر بات پر جھوٹ بولنا ثواب سمجھتا تھا، ملاحظہ ہو: ایک جگہ لکھتا ہے:

’’صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ (امام مہدی) جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ’’ھذا خلیفۃ

اللہ المہدی‘‘ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) واضح رہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری میں یہ حدیث کہیں پر نہیں ہے، مرزا قادیانی کا محض شیطانی جھوٹ ہے۔

اب مرزا قادیانی کی ایک اور عبارت اس کے برخلاف ملاحظہ ہو: ’’اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحبِ بخاری اور امام مسلم اپنی اپنی صحیح سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ (یعنی ہر دو بخاری و مسلم میں نہیں ہے) لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا، لیکن امام مہدی کا نام نہ لیا۔

(ازالہ اوہام ص ۵۱۸ خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

اب قادیانیوں سے سوال و گزارش یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کو سچا ثابت کرنے کے لئے بخاری میں دکھائیں کہ امام مہدی کے متعلق کہاں لکھا ہے کہ جو مرزا قادیانی نے شہادت القرآن میں لکھ گئے ہیں؟

دوسرا یہ بتائیں کہ ایک شخص کہے کہ فلاں فلاں کتاب میں لکھی ہے پھر کچھ دیر بعد کہے کہ نہیں لکھی تو اس کو صحیح العقل کہا جائے گا یا مکمل دیوانہ و پاگل اتم؟

اور اگر کسی مرزائی کو فرصت ہو تو اتنا بتا دے کہ مرزا قادیانی کی پہلی عبارت درست ہے یا دوسری؟

گوٹھ مانک خان رند ضلع بے نظیر آباد میں قادیانیت کو شکست

آج سے ایک سال پہلے سوشل میڈیا کے ذریعے معلوم ہوا کہ گوٹھ مانک خان رند نزد کھڈڑ موری سکرنڈ ضلع شہید بے نظیر آباد نواب شاہ والے قادیانی ہو گئے ہیں۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ قادیانیوں نے ان کو لالچ دی، راشن، رقم اور نوکریاں بھی دی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈویژنل مبلغ مولانا تجمل حسین نے مقامی علماء کرام سے مل کر محنت جاری رکھی۔ الحمدللہ ۲؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ بمطابق ۱۳؍مارچ ۲۰۲۴ء کو مولانا تجمل حسین نے سائیں حافظ عبدالخالق خاصخیلی، مولانا مفتی محمد خان خاصخیلی، بھائی عبدالرؤف قریشی کے ہمراہ گوٹھ مانک خان رند میں جا کر گوٹھ کے تمام مرد حضرات کو جمع کر کے قادیانیت کے گمراہ کن عقائد ان کے سامنے رکھے۔ جس پر سب نے انہوں نے قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے برأت کا اعلان کیا اور کہا کہ اس گوٹھ میں جامع مسجد ختم نبوت تعمیر کی جائے گی۔ جس کا نقشہ بھی تیار ہو چکا ہے۔ جن چار افراد کو قادیانیوں نے اپنے پاس ملازمت دی تھی انہوں نے ملازمت چھوڑ دی۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... مبصر: مولانا عتیق الرحمٰن سیف

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک مطالعہ: مصنف: مولانا نعیم الدین: ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار لاہور: رابطہ نمبر: 0321-4220554!

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ کی پچاس سے زائد کتب ورسائل اس وقت تک منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب یہ کتاب حضرت نانوتویؒ کے حالات پر ایک نئے انداز اور اسلوب سے بھرپور منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت نانوتویؒ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے تمام تر واقعات کو زیر قلم لایا گیا ہے۔ وہ چیدہ چیدہ واقعات تاریخ کا انمٹ حصہ ہیں۔ مثلاً دارالعلوم دیوبند کا قیام، معرکہ شاملی، مناظرہ رڑکی، حضرت نانوتویؒ سے تمسخر واستہزاء کرنے والے کا انجام، حضرت نانوتویؒ کا بانی قادیانیت کے متعلق انکشاف، قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح حضرت کی کتاب تحذیر الناس کی عبارات پر ہونے والے اعتراضوں کے مدلل جوابات کے ساتھ ساتھ حضرت نانوتویؒ پر انکار ختم نبوت کے بہتان عظیم کا رد علمی انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی چند خصوصیات جو مؤلف نے ذکر کی ہیں وہ لکھی جاتی ہیں جس سے اس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کتب سے یہ کتاب ممتاز ہوتی ہے: (۱) اس میں بہت سی وہ باتیں جو دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں انہیں باقاعدہ عنوان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ (۲) حضرت نانوتویؒ پر اغیار کی طرف سے ڈالی جانے والی دھول کو صاف کیا ہے۔ (۳) ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ہر بات باحوالہ ذکر کی جائے سنی سنائی بات نہ ہو۔ عمدہ دیدہ زیب ٹائٹل اور معیاری کاغذ وطباعت سے مزین اور تاریخی معلومات سے بھرپور کتاب ہے۔

<u>خطابت کے چند راہنما اصول</u>: مرتب: حافظ خرم شہزاد: صفحات: ۴۸: ناشر: بزم شیخ الہند گوجرانوالہ!

''خطابت کے چند رہنما اصول'' نامی کتابچہ گوجرانوالہ کے حافظ خرم شہزاد نے مرتب کیا ہے۔ اس کتابچہ میں مولانا زاہد الراشدی صاحب کے خطابت کے متعلق گزارشات جو جامع مسجد کورنگ ٹاؤن اسلام آباد، الشریعہ اکادمی کے زیر اہتمام سیمینار سے خطاب کو جمع کیا گیا ہے۔ اسی طرح مولانا محمد شاہ نواز فاروقی کے زیر اہتمام تیسرے سالانہ تقریری مقابلہ کے شرکاء سے خطاب کو بھی اس کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس میں خطابت کی اہمیت وضرورت، خطابت کے مقاصد، خطابت کے اصول وآداب، خطابت کی قسمیں، جیسے اہم عنوانات پر سیر حاصل مواد جمع کیا گیا ہے۔ اس فن میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات کے لئے یہ کتابچہ مفید تر ہے۔ اس کا مطالعہ کئی مشکل مراحل کو آسان بنا سکتا ہے۔ رابطہ نمبر: 0333-8214981!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۹رفروری کا خطبہ جمعۃ المبارک اقرأ روضۃ الاطفال شاہ جمال لاہور کی شاخ کی مسجد میں دیا۔ نیشنل نیک کالونی لاہور کی جامع مسجد میں ختم نبوت میں ۱۰رفروری ظہر سے عصر تک منعقدہ نشست سے خطاب کیا۔ مولانا نصیر احمد احرار اور دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا اور پانچ روزہ کورس میں باقاعدگی سے شریک ہونے والوں اور مدرسہ میں حفظ کی تکمیل کرنے والے طلبہ کو سندات دیں۔ ۱۳رفروری جامعہ خالد بن ولید جیا موسیٰ لاہور میں منعقدہ کورس کے شرکاء کو مولانا عبدالنعیم کی معیت میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ نے ۱۵رفروری سے ۲۲رفرور تک چناب نگر کورس کے شرکاء کو قادیانی شبہات کے جوابات حصہ اوّل کا مفوضہ حصہ پڑھایا۔ ۲۱رفروری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام چیف جسٹس جناب قاضی فائز عیسیٰ کے متنازعہ فیصلہ سے متعلق آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت میاں رضوان نفیس نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ ۲۳رفروری جمعۃ المبارک کا خطبہ جمعہ جامع مسجد قدیم حافظ آباد میں دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام ۲۴، ۲۵رفروری کو جامع مسجد ابراہیم گارڈن مناواں میں ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ مولانا خالد محمود، مولانا عبدالنعیم اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اسباق پڑھائے، مولانا قاری محمد حنیف کمبوہ نے آخری نشست سے خطاب کیا اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔

اتحاد اہل سنت کے زیراہتمام بجلی گھر اسٹاپ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد رفیق جامی، مولانا عبدالرشید غازی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مدرسہ تعلیم القرآن والسنہ باگڑیاں گکھڑ منڈی گوجرانوالہ میں دورہ تفسیر کے شرکاء سے مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا محمد نعیم بٹ مدظلہ، مولانا محمد مبشر کی دعوت پر شرکت کی اور تقریباً دوسو شرکاء دورہ تفسیر کو ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ۲۶، ۲۷رفروری کو لیکچرز دیئے۔ خانقاہ نقشبندیہ شاہ جمالیہ نوتک ڈیرہ غازی خان میں منعقدہ تین روزہ اجتماع صوفیاء کرام سے مولانا محمد اقبال ضلعی مبلغ کی معیت میں آپ نے ۲۹رفروری ۲۰۲۴ء کو خطاب کیا۔

اعلان داخلہ

برائے سال 46-1445ھ

ملک کی عظیم دینی درسگاہ

جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر چنیوٹ

زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملتان پاکستان

ایک سالہ تخصص فی الافتاء و عقیدہ ختم نبوت

داخلہ 5 شوال المکرم سے شروع ہوگا

15 شوال المکرم سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوگا

خصوصیات

- عقیدہ ختم نبوت کی خصوصی تعلیم
- جدید اسلامی معیشت کی تعلیم
- تحقیقی موضوعات پر مقالہ نگاری
- مقاصد شریعت اور قواعد فقہیہ کی تعلیم
- اردو، عربی کمپوزنگ کی ٹریننگ
- جدید فن تحقیق سے آگاہی
- تمرین افتاء (100 عدد)
- فن تقابل ادیان سے آگاہی
- ڈیجیٹل لائبریریز کا استعمال
- مختلف جدید موضوعات پر ماہرین کے لیکچرز
- فن خطاطی پر خصوصی توجہ
- ماہر و تجربہ کار اساتذہ کرام

سہولیات

- رہائش اور کھانا پینا بالکل مفت
- پانچ سے دس ہزار روپے تک کی مفت کتابیں
- صاف ستھرا اور کشادہ ماحول
- ماہانہ 1500 روپے وظیفہ
- مفت علاج معالجے کی سہولت
- جدید سسٹم سے آراستہ وسیع لائبریری

نصاب

پہلی سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	اصول الافتاء
2	اسلام اور جدید معیشت و تجارت
3	تقابل ادیان
4	درس ختم نبوت
5	مقدمہ شامی
6	کمپیوٹر کلاس

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	فتاویٰ شامیہ	ج۔۱ از کتاب الطھارۃ تا باب صفۃ الصلوٰۃ (ص79۔ص441)، ج۔۳ از کتاب النکاح تا باب تفویض الطلاق (ص1۔ص314)
2	فتاوی عثمانی	جلد اول مکمل

دوسری سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	بحوث فی قضایا فقھیۃ معاصرۃ
2	تقابل ادیان
3	درس ختم نبوت
4	میراث
5	الاشباہ والنظائر

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	فتاویٰ شامیہ	ج۔۱ از باب صفۃ الصلوٰۃ تا کتاب الزکوٰۃ (ص411۔ج۔۲ ص256)، ج۔۳ از باب تفویض الطلاق تا کتاب العتق (ص314۔639)
2	فتاوی عثمانی	جلد دوم مکمل
3	الحیلۃ الناجزۃ	مکمل

تمرین افتاء

حل فتاویٰ	50 عدد

تیسری سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	تقابل ادیان
2	درس ختم نبوت
3	مناھج البحث والتحقیق

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	فتاویٰ شامیہ	ج۔۲ از کتاب الزکوٰۃ تا کتاب الحج (ص256۔ص453)، ج۔۶ از کتاب الحظر والاباحۃ (مکمل) (ص336۔527)
2	فتاوی عثمانی	جلد سوم مکمل
3	فتاویٰ ختم نبوت	جلد اول مکمل

تمرین افتاء

حل فتاویٰ	50 عدد
مقالہ	کسی ایک متعین موضوع پر

نوٹ: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب مختلف اوقات میں مخصوص اسباق پڑھائیں گے۔ اسی طرح مختلف جدید موضوعات پر ماہرین کے لیکچرز بھی ہوا کریں گے۔

رابطہ: دفتر انتظامیہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر (چنیوٹ)
0300-4304277
0300-6733670
0302-7864929

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبرشمار	نام کتاب		مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)		متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	(5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500
4	رئیس قادیان		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
5	آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے		جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت	(چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ		مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت	(دوجلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	700
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب		مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	تحریک ختم نبوت	(10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ	(تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس		مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت		جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے	(دوجلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

اعلان داخلہ

برائے سال

1445-46ھ

ملک کی عظیم دینی درسگاہ

جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر چنیوٹ

درس نظامی

اعدادیہ تا دورہ حدیث شریف

داخلہ کا دورانیہ — داخلہ 5 شوال المکرّم سے شروع ہوگا — 15 شوال المکرّم سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوگا

خصوصیات

☆ سیرت وعقیدہ ختم نبوت کی خصوصی تعلیم

☆ اکابر علماء دیوبند کے سوانح کی تعلیم

☆ اردو، عربی کمپوزنگ کی ٹریننگ

☆ ڈیجیٹل لائبریریز کا استعمال

☆ عصری تعلیم (میٹرک، ایف اے اور بی اے) کا حسین امتزاج

☆ خطابت کی عملی مشق

☆ ماہر و تجربہ کار اساتذہ کرام کے زیر نگرانی

☆ طلباء کی دینی تربیت و تہذیب اخلاق پر خصوصی توجہ

☆ عقائد اہل سنت والجماعت کی تعلیم اور ان کے رسوخ کے لیے خصوصی کاوش

سہولیات

☆ کھانے پینے اور رہائش کی مفت سہولت ☆ جدید سسٹم سے آراستہ وسیع لائبریری

☆ صاف ستھرا اور کشادہ ماحول ☆ مفت کپڑوں کی فراہمی

☆ مفت علاج معالجے کی سہولت ☆ مفت درسی کتب کی فراہمی ☆ معقول ماہانہ وظیفہ

تحفیظ القرآن

حفظ و ناظرہ

★ ماہر قراء کرام ★ تجوید و ترتیل پر توجہ ★ منزل میں پختگی پیدا کرنے کے لیے ماہانہ جائزہ کی ترتیب

★ بنیادی عقائد و اعمال کی تعلیم ★ یومیہ سبق و منزل کی چیکنگ ★ پرائمری سکول کی لازمی تعلیم

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ملتان پاکستان

رابطہ: دفتر انتظامیہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر (چنیوٹ)
0300-4304277
0300-6733670
0302-7864929

قیمت فی شمارہ -/30 روپے — قیمت سالانہ -/360 روپے